Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ　وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 63

ہفت روزہ

# بدر

قادیان

شمارہ 31-32

The weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

3-10 شوال 1435 ہجری 31 وفا 7 ظہور 1393 ہش 31 جولائی 7 اگست 2014ء

## اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللّٰھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

## جس قدر انسان کو قوتیں دی گئی ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اپنے محل پر خرچ کرنا اور ہر یک قوت کا خدا تعالیٰ کی مرضی اور رضا کے راہ میں جنبش اور سکون کرنا بھی وہ حالت ہے جس کا قرآن شریف کی رو سے اسلام نام ہے

**(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)**

واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو دنیا میں پیدا کر کے اس کی پیدائش کے مناسب حال اس میں ایک کمال رکھا ہے جو اس کے وجود کی علت غائی ہے اور ہر یک چیز کی واقعی قدر و قیمت اسی صورت میں ہوتی ہے کہ جب وہ چیز اپنے کمال تک پہنچ جائے مثلاً بیلوں میں کلبہ رانی اور آب پاشی اور بار برداری کا ایک کمال ہے اور گھوڑوں میں انسانوں کی سواری کے نیچے ان کی منشا کے موافق کام دینا ایک کمال ہے اور اگرچہ ان کمالات تک پہنچنا ان جانوروں کی استعداد میں داخل ہے مگر تاہم کاشت کاروں اور چابک سواروں کی تعلیم سے یہ کمالات ان کے ظہور میں آتے ہیں کیونکہ وہ لوگ ریاضت اور تعلیم دینے سے ایسی طرز سے ان جبلی استعدادوں کو ان جانوروں میں پیدا کر دیتے ہیں جو اُن کے اپنی منشا کے موافق ہوں پس اس قاعدہ کے رُو سے ماننا پڑتا ہے کہ انسان بھی کسی کمال کے حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے کیونکہ جبکہ دنیا کی کسی چیز کا وجود عبث اور بے کار نہیں تو پھر انسان جیسا ایک نادر الخلقت جاندار جس میں بہت سی عمدہ اور بے مثل قوتیں پائی جاتی ہیں کیونکر اپنی خلقت کی رو سے محض بے فائدہ اور نکما ٹھیر سکتا ہے۔ لیکن یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ انسان کا عمدہ کمال یہی ہے کہ وہ کھانے پینے اور ہر یک قسم کی عیاشی اور دولت اور حکومت کی لذات میں عمر بسر کرے کیونکہ اس قسم کی لذات میں دوسرے جانور بھی اس کے شریک ہیں بلکہ انسان کا کمال ان قوتوں کے کمال پر موقوف ہے جو اس میں اور اس کے غیر میں مابہ الامتیاز ہیں اور انسان کے دین کا کمال یہ ہے کہ اس کی ہر یک قوت میں دین کی چمک نظر آوے اور ہر یک فطرتی طاقت اس کی ایک دین کا چشمہ ہو جاوے اور وہ قوتیں یہ ہیں۔

عقل۔ عفت۔ شجاعت۔ عدل۔ رحم۔ صبر۔ استقامت۔ شکر۔ محبت۔ خوف۔ طمع۔ حزن۔ غم۔ ایثار۔ سخاوت۔ ہمت۔ حیا۔ سخط۔ غضب۔ اعراض۔ رضا۔ شفقت۔ تذلل۔ حمد۔ ذم۔ امانت۔ دیانت۔ صدق۔ عفو۔ انتقام۔ کرم۔ جود۔ مواسات ذکر۔ تصور۔ مروت۔ غیرت۔ شوق۔ ہمدردی۔ حلم۔ شدت۔ فہم۔ فراست۔ تدبیر۔ تقویٰ۔ فصاحت۔ بلاغت۔ عمل جوارح ذوق۔ اُنس دعا۔ نطق۔ ارادہ۔ تواضع۔ رفق۔ مدارات۔ تحنن۔ وفا۔ حسن عہد۔ صلہ رحم۔ وقار۔ خشوع۔ خضوع۔ زہد۔ غبطہ۔ ایجاد۔ معاونت طلب تمدن۔ تسلیم۔ شہادت صدق۔ رضا بالقضا۔ احسان۔ توکل۔ اعتماد۔ تحمل۔ ایفاء عہد۔ تبتل۔ اطاعت۔ موافقت۔ مخالطت۔ عشق۔ فنا نظری۔ تطہر۔ فکر۔ حفظ۔ ادراک۔ بغض۔ عداوت۔ حسرت۔ اخلاص۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ جہد۔ توبہ۔ ندامت۔ استغفار۔ بذلِ روح۔ ایمان۔ توحید۔ رویا۔ کشف۔ سمع۔ بصر۔ خطرات۔ یہ تمام قوتیں انسان میں بھی پائی جاتی ہیں اور کوئی دوسرا جاندار ان میں شریک نہیں۔ اور اگرچہ بظاہر ایک ایسا شخص جس کو تدبر اور تفکر کرنے کی عادت نہیں کہہ سکتا ہے کہ ان قوتوں میں کئی ایک ایسی قوتیں بھی ہیں جن میں بعض دوسرے جانور بھی شریک ہیں مثلاً محبت یا خوف یا عداوت مگر پوری پوری غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ شراکت صرف صورت میں ہے نہ کہ حقیقت میں۔ انسانی محبت اور خوف اور عداوت انسانی عقل اور معرفت اور تجربہ کا ایک نتیجہ ہے پھر جبکہ انسانی عقل اور معرفت اور تجربہ دوسرے حیوانات کو حاصل نہیں ہو سکتا تو پھر اس کا نتیجہ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ انسانی محبت اور خوف اور عداوت کا کوئی انتہا نہیں انسانی محبت رفتہ رفتہ عشق تک پہنچ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ محبت انسان کے دل میں اس قدر گھر کر جاتی ہے کہ اس کے دل کو چیر کر اندر چلی جاتی ہے اور کبھی اس کو دیوانہ سا بنا دیتی ہے اور نہ صرف محبوب تک ہی محدود رہتی ہے بلکہ انسان اپنے محبوب کے دوستوں سے بھی محبت کرتا ہے اور اس شہر سے بھی محبت کرتا ہے جس میں وہ رہتا ہے اور ان اوضاع اور اطوار سے بھی محبت کرتا ہے جو محبوب میں پائے جاتے ہیں اور اس ملک سے بھی محبت کرتا ہے جہاں محبوب رہتا ہے ایسا ہی انسانی عداوت بھی صرف ایک شخص تک محدود نہیں رہتی اور بعض اوقات پشتوں تک اس کا اثر باقی رہتا ہے ایسا ہی انسانی خوف بھی دور دراز نتیجہ سے پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ آخرت کا خوف بھی دامنگیر ہو جاتا ہے لہٰذا دوسرے حیوانات کی قوتیں انسانی قوتوں کے منبع اور سرچشمہ میں سے ہرگز نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ایک طبعی خواص ہیں جو بے اختیار ان سے ظہور میں آتے ہیں اور جو کچھ انسان کو دیا گیا ہے وہ انسان ہی کے ساتھ خاص ہے۔

اب جاننا چاہئے کہ جس قدر انسان کو قوتیں دی گئی ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اپنے محل پر خرچ کرنا اور ہر یک قوت کا خدا تعالیٰ کی مرضی اور رضا کے راہ میں جنبش اور سکون کرنا بھی وہ حالت ہے جس کا قرآن شریف کی رو سے اسلام نام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اسلام کی یہ تعریف فرماتا ہے۔

بَلٰی مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ یعنی انسان کا اپنی ذات کو اپنے تمام قویٰ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دینا اور پھر اپنی معرفت کو احسان کی حد تک پہنچا دینا یعنی ایسا پردہ غفلت درمیان سے اٹھانا کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یہی اسلام ہے پس ایک شخص کو مسلمان اس وقت کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ تمام قوتیں اُس کی خدا تعالیٰ کے راہ میں لگ جائیں۔ اور اس کے زیر حکم واجب طور پر اپنے اپنے محل پر مستعمل ہوں اور کوئی قوت بھی اپنی خودروی سے نہ چلے۔ (روحانی خزائن جلد 10 ست بچن صفحہ 269 تا 372)

# حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 27

روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!
آج کل حضرت بانئ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور'' قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کردیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف کا بھی دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہر حال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی دُھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

## مولوی محمد حسین بٹالوی اور اس کے رفقا کی ذلت

گزشتہ قسط میں قارئین ملاحظہ کرچکے ہیں کہ کس طرح مولوی محمد حسین بٹالوی اور اس کے رفقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف شرمناک کاروائیوں میں ملوث رہے اور نہایت گندے اور گالیوں سے پر اشتہارات انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف شائع کئے اور بار بار مباہلے کے لئے بلانے کے باوجود سامنے نہیں آئے،

ان کی ان گندی تحریروں اور شرمناک کاروائیوں کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے حضور دعا کی کہ اے خدا مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کر اور جو فریق جھوٹا اور ذلیل اور مفتری ہے اس پر 15 دسمبر 1898ء سے 15 جنوری 1900ء تک ذلت کی مار وارد کر۔ اس دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپ کو فرمایا:

''میں ظالم کو ذلیل کروں گا اور رسوا کروں گا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا'' (اشتہار 21 نومبر 1898)

اس ضمن میں بعض عربی الہامات بھی آپ کو ہوئے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

'اِنَّ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ ۔ ضَرْبُ اللّٰہِ اَشَدُّ مِنْ ضَرْبِ النَّاسِ ۔ اِنَّمَآ اَمْرُنَآ اِذَآ اَرَدْنَا شَیْئًا اَنْ نَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۔ اَتَعْجَبُ لِاَمْرِیْ ۔ اِنِّیْ مَعَ الْعُشَّاقِ ۔ اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُو الْمَجْدِ وَالْعُلٰی ۔ وَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ ۔ وَ یُطْرَحُ بَیْنَ یَدَیَّ ۔ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا ۔ وَ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ۔ مَالَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ ۔ فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

(اشتہار 21 نومبر 1898)

نیز حضورؑ نے فرمایا:

''یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جن کا ذکر اس اشتہار میں ہے یعنی یہ خاکسار ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور مولوی ابوالحسن تبتی دوسری طرف خدا کے حکم کے نیچے ہیں ان میں سے جو کاذب ہے وہ ذلیل ہوگا۔ یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بنا پر ہے اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہوکر ہدایت کی راہ ان پر کھولے گا..... اور عربی الہامات کا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ جو لوگ سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں، خدا ان کو ذلیل کرے گا اور میعاد پندرہ دسمبر 1898ء سے تیرہ مہینے ہیں جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے اور 14 دسمبر 1898ء تک جو دن ہیں وہ توبہ اور رجوع کے لئے مہلت ہے۔''

(ایضاً)

## مولوی محمد حسین بٹالوی کی ذلت کے غیبی سامان

ذلت صادق مجوائے بے تمیز
زیں رہے ہرگز نخواہی شد عزیز

## فوری ذلت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب مولوی محمد حسین بٹالوی کو دعوت مباہلہ دی تو اس نے یہ کہہ کر فرار اختیار کیا کہ اگر میں کاذب ٹھہرا تو مجھ پر فوری عذاب نازل ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی مذکور کے اس بیان کے جواب میں اشتہار 21 نومبر 1898ء میں لکھا کہ مباہلہ میں فوری عذاب نازل ہونا بالکل خلاف سنت ہے اسی طرح رسالہ راز حقیقت میں آپ نے فرمایا کہ احادیث میں لما حال الحول کا لفظ موجود ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ نجران کے نصاریٰ نے ڈر کر مباہلہ کو ترک کیا اور اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرتے تو ابھی ایک سال گزرنے نہ پاتا کہ وہ ہلاک کئے جاتے۔ اس حدیث سے مباہلہ کے لئے ایک سال کی شرط آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ایک برس کی میعاد جو وعید کی پیشگوئیوں میں اقل مدت ہے، نصوص صریحہ سے ثابت ہے اور یہ ضد کہ فوری عذاب آئے وہی کرے گا جس کو علم حدیث سے سخت ناواقفی ہے ایسا شخص مولویت کی شان کو داغ لگاتا ہے۔

(تلخیص از اشتہار 30 نومبر 1898ء مندرج روحانی خزائن جلد 14 راز حقیقت صفحہ 173 مطبوعہ ربوہ)

غرض مولوی محمد حسین بٹالوی کا یہ قول اس کی فوری ذلت کا ثبوت ہے یعنی جس طرح اُس نے فوری عذاب مانگا خدا نے اس کے فوری ذلیل کرنے کے سامان اُسی کے منہ سے پیدا کردیئے۔

یہ تو فوری ذلت تھی جو مولوی محمد حسین بٹالوی کو پیش آئی کہ اہل حدیث کا سرغنہ کہلا کر مشہور حدیث نبوی سے سخت ناواقف ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور قابل شرم ذلت مولوی مذکور کو اُٹھانی پڑی جسے فوری نہیں بلکہ پیشگی ذلت کہنا چاہئے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا میں ذلت کے وقوع کی میعاد 15 دسمبر 1898ء سے 15 جنوری 1900 تک تھی۔ اشتہار 21 نومبر 1898ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے جو الہام درج کیا تھا اس میں ایک فقرہ تھا۔ اتعجب لامری۔ یعنی کیا تو تعجب کرتا ہے میرے امر پر۔ مولوی مذکور نے فوراً اعتراض کردیا کہ اس فقرہ میں نحوی غلطی ہے۔

یہ خدا کا کلام نہیں ہوسکتا۔ اتعجب من امری ہونا چاہئے تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لغت عرب سے بیشمار حوالہ جات اس کے ثبوت میں دیئے کہ عجب کا صلہ لام آیا کرتا ہے۔ آپ نے دیوان حماسہ سے بہت سے اشعار پیش کئے جن میں عجب کا صلہ لام آیا ہے۔ آپ نے مشکوٰۃ شریف کی حدیث عجبنالہ یسئلہ ویصدقہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اعتراض مولوی مذکور کے لغت عربی اور علم حدیث سے نابلد ہونے کا ثبوت ہے۔ آپ نے مولوی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اب بٹالوی صاحب فرماویں کہ اہل علم کے نزدیک ایک مولوی کہلانے والے کی یہی ذلت ہے یا اس کا کوئی اور نام ہے اور یہ بھی فتویٰ دیں کہ اس ذلت کو فوری ذلت کہنا چاہیئے یا کوئی اور نام رکھنا چاہئے۔ شیخ کینہ ور نے جوش کینہ سے جلد تر اپنے تئیں اس شعر کا مصداق بنالیا کہ۔

مرا خواندی و خود بدام آمدی
نظر پختہ تر کُن کہ خام آمدی

حضورؑ نے فرمایا کہ:

''اور اس پر حصر نہیں ہے کیونکہ محمد حسین اور اس کے دوست اس ذلت کو حلوہ کی طرح ہضم کر جائیں گے اور شیر مادر کی طرح پی جائیں گے۔ اس لئے وہ ذلت جو کاذب اور ظالم کیلئے آسمان پر طیار ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔''

(اشتہار مورخہ 30 نومبر 1898ء مندرج راز حقیقت روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 174)

ایک اور علمی پردہ دری ان لوگوں کی یہ ہوئی کہ ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کے ساتھ بجائے قادیانی کے '' کادیانی '' لکھنا شروع کردیا۔ ان مکذبین کی غرض '' کادیانی '' کے لفظ کے استعمال سے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف کید و مکر منسوب کرنا تھا۔ جبکہ '' کادیانی '' نہ کوئی لفظ ہے اور نہ اس کے معنے مکار کے ہیں کیونکہ مکار کے لئے عربی میں اس سے ملتا جلتا جو لفظ پایا جاتا ہے وہ ہے 'کائد' یا 'کَیَّاد' ہے جو 'کید' سے مشتق ہے نہ کہ کادی اور پھر کادی سے کادیانی تو عجیب تر ہے۔ پس اس سے بڑھ کر اور کیا ان لوگوں کی علمی ذلت ہوگی کہ وہ ایک لفظ کو جس مفہوم اور منطوق کیلئے استعمال کرتے ہیں وہ عربی زبان کی کسی قاموس میں نہ پایا جائے۔ پس اس لفظ کو بگاڑنے سے جہاں ان نخوت پسند معاندین کی علمی پردہ دری ہوئی وہیں یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے احکام پر بھی ان کا عمل نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ۚ اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی اور وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ان آیات میں واضح حکم ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل سے کام نہ لو۔ عدل سے کام لو کیونکہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ نیز فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھا کرو۔

لیکن ان لوگوں نے ان احکام کو پس پشت ڈال دیا اور اپنے دل و دماغ کو ضد و عداوت سے ایسا مکدّر کردیا کہ ایک معمولی اخلاقی قوت کے اظہار سے بھی محروم ہوگئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ''غلام احمد قادیانی'' کے الفاظ الہامی ہیں اس لئے ان کے جھٹلانے والے کیلئے ذلت واہانت ایک ضروری امر تھا۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ محمد حسین کے نام کے ساتھ جو بٹالہ سے منسوب ہونے کی وجہ سے بٹالوی آیا ہے تو چونکہ عربی میں دراصل 'ٹ' استعمال نہیں ہوتی لہٰذا محمد حسین بٹالوی کی عالمانہ حیثیت کے مطابق اسے بطالہ پڑھا جائے، کچھ خاص فرق نہیں ہے صرف 'ٹ' کا شعشہ ان کی شوشہ بازی کے باعث حذف ہوا ہے باقی 'ط' قائم ہے اور بَطَالَۃً فِی کَلَامِہٖ اور اَبْطَلَ الشَّیْءَ کے معنی ہیں تمسخر کرنا اور کسی چیز کو ضائع کرنا۔ بَطَلَ۔ بُطْلاً اور بُطُوْلاً اور بُطْلَانًا کے معنے ہیں خراب، بے فائدہ اور بے کار ہونا۔ بَطَّال سخت مسخرے کو کہا جاتا ہے۔ اَلْبُطْل جھوٹ اور اَلْبُطَّلَاتُ لغویات و فضولیات کو کہا جاتا ہے۔ اَبَاطِیل سرکش شیطانوں کا نام ہے اور الباطل کے معنے ہیں ناحق اور بے اصل۔ عربی میں کہا جاتا ہے تَبَطَّلُوْا بَیْنَھُمْ انہوں نے آپس میں لغو اور باطل کام کیے۔

پس یہ تمام القاب محمد حسین بٹالوی، جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کی بطلات کے پیش نظر نہایت موزوں ہیں۔

باقی صفحہ 17 پر دیکھیں

# خطبہ جمعہ

## ایک مخلص اور فدائی خادم سلسلہ مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب (مرحوم) امیر و مشنری انچارج گھانا کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

## یہ ہمارے پیارے بزرگ بھائی اور خلافت کے جان نثار سپاہی، خلیفۂ وقت کے اشارے پر چلنے والے، ہر فیصلہ جو خلیفہ وقت کی طرف سے آئے اسے شرح صدر سے قبول کرنے والے، خلیفۂ وقت کے چھوٹے چھوٹے حکم بلکہ خواہش کی تکمیل کے لئے بھی بے چین رہنے والے تھے

## اس خادمِ سلسلہ کا خدمت سلسلہ کا عرصہ نصف صدی سے زائد پر پھیلا ہوا ہے

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 27؍جون 2014ء بمطابق 27 احسان 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 18 جولائی 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعویٰ سے پہلے بھی یہ الہام ہوا، پھر آخر تک کئی مرتبہ ہوا کہ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ (تذکرہ صفحہ 39 ایڈیشن چہارم) یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم الہام میں کریں گے۔ اور 1907ء میں اس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے کہ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (تذکرہ صفحہ 623 ایڈیشن چہارم) وہ دور دراز جگہوں سے تیرے پاس آئیں گے۔ یہ الہام بڑی شان سے مختلف شکلوں میں مختلف صورتوں میں اب تک پورا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مختلف لوگ مختلف علاقوں سے آپ کے پاس آتے ہیں۔ یعنی آپ کی زندگی میں آپ کے پاس آتے رہے اور پھر آپ کے بعد آپ کے ذریعہ جاری نظام خلافت میں خلفاء وقت کے پاس آتے رہے اور آ رہے ہیں جو مددگار بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف ان کے دلوں کو اس طرف مائل کرتا ہے کہ مددگار بنیں بلکہ مدد اور خدمت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو مکمل کرنے کی ایک تڑپ اور لگن ان میں پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ اپنے تن من دھن سے اس کام میں جُت جاتے ہیں اور آپ کے سلطان نصیر بن جاتے ہیں۔ خلفائے وقت کے دست و بازو بن جاتے ہیں۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو قرآنی حکم تَفَقُّهٗ فِی الدِّیْن کے مطابق دین کا علم حاصل کر کے اپنے ہم قوموں کو دین حق کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اس میں اپنی زندگیاں قربان کر دیتے ہیں۔ بہت سے ایسے دُور دراز علاقوں سے آئے جہاں بیسویں صدی کی چھٹی ساتویں دہائی تک رسل و رسائل اور خط و کتابت کا یہ حال تھا کہ چھ چھ مہینے تک خط نہیں پہنچتے تھے۔ پس ایسے علاقوں کے لوگوں کا دین سیکھنے کے لئے مرکز سلسلہ میں آنا اور کامل شرح صدر کے ساتھ دین سیکھنا اور اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر دینا اور پھر کامل وفا کے ساتھ اس وقف کو نبھانا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل میں ہر قربانی کے لئے تیار ہو جانا یہ بات جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے وہاں ایسے لوگوں کی قربانی کو آج تک، اب تک جاری رکھنا خلافت احمدیہ کی سچائی کی بھی دلیل ہے۔ اور یہ چیز اس بات کی بھی تصدیق کرتی ہے کہ ایسے لوگ سعید فطرت ہوتے ہیں اور ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی رحمت کی نظر ان پر پڑتی ہے اور انہیں چن کر پھر آسمان کا چمکتا ہوا ستارہ بنا دیتی ہے۔

اس وقت مَیں ایک ایسے ہی مخلص خادم سلسلہ اور فدائی خادم سلسلہ مکرم عبدالوہاب آدم صاحب کا ذکر کروں گا جو افریقہ کے ایک ملک سے اس وقت مرکز سلسلہ میں حصولِ علمِ دین اور خلافت کا سلطانِ نصیر بننے کے لئے آئے، یہ عزم لے کر آئے کہ مَیں نے اب اس کام کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ بروئے کار لانا ہے۔ اس وقت آئے جب ابھی ربوہ آباد ہو رہا تھا اور افریقہ میں رابطے بھی مہینوں بعد ہوتے تھے۔ یہ ہمارے پیارے بزرگ بھائی اور خلافت کے جان نثار سپاہی، خلیفۂ وقت کے اشارے پر چلنے والے، ہر فیصلہ جو خلیفہ وقت کی طرف سے آئے اسے شرح صدر سے قبول کرنے والے، خلیفۂ وقت کے چھوٹے چھوٹے حکم بلکہ خواہش کی تکمیل کے لئے بھی بے چین رہنے والے تھے۔ مَیں نے جب آٹھ سال سے زیادہ عرصہ گھانا میں ان کے ساتھ کام کیا ہے اس وقت بھی خلافت کے ساتھ تعلق میں ایسا ہی انہیں دیکھا جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں اور خلافت کے بعد میرے ساتھ بھی اطاعت و فرمانبرداری اور وفا کے اس معیار میں انہوں نے سرِ مُو فرق نہیں آنے دیا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں گزشتہ دنوں وہاب آدم صاحب کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ گزشتہ تقریباً ایک سال یہاں رہے تھے اور مارچ میں ہی یا فروری کے آخر میں واپس گئے تھے۔ اس خادم سلسلہ کا خدمت سلسلہ کا عرصہ نصف صدی سے زائد پر پھیلا ہوا ہے۔ ان کی خدمات اور ان کی شخصیت اور ان کے کردار اور ان کی وفاؤں کے قصوں کو مختصر وقت میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال کچھ باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس سے ان کی سیرت کے بعض پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

پہلے تو یہ کہ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد اور والدہ کے ذریعہ آئی تھی۔ ان کے بیٹے حسن وہاب صاحب نے بتایا کہ وہاب آدم صاحب پیدائشی احمدی تھے اور ان کے والد سلیمان۔ کے۔ آدم (K. Adam) صاحب اور والدہ عائشہ اکوا وورو (Ayesha Akua Woro) صاحبہ نے احمدیت قبول کی تھی۔ اور جس زمانہ میں بشارت احمد بشیر صاحب گھانا میں امیر جماعت یا مبلغ تھے اس وقت وہاب صاحب کے والد سلیمان کے آدم صاحب وہاں معلم ہوتے تھے۔ اور وہاب آدم صاحب نے اپنی ہوش میں اپنے والد کو نہیں دیکھا۔ چھوٹی عمر میں ہی ان کے والد وفات پا گئے تھے۔ والدہ نے بتایا کہ ان کے والد کی شدید خواہش تھی کہ وہاب صاحب جماعت کے مبلغ بنیں۔ چنانچہ والد صاحب کی خواہش پوری کرنے کے لئے والدہ نے ان کو بشارت بشیر صاحب کے ساتھ ربوہ بھجوا دیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی تصویر بھی نہیں دیکھی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے کسی دوست نے ایک تصویر دکھائی جس میں وہاب صاحب کے والد کی تصویر تھی تو تب ان کو پتا لگا کہ یہ میرے والد ہیں۔

وہاب صاحب بروفئی ایڈور (Brofoyedru) گاؤں میں جو اشانٹی ریجن کے اڈانسی (Adansi) ڈسٹرکٹ میں ہے، دسمبر 1938ء میں پیدا ہوئے تھے اور ابتدائی تعلیم انہوں نے یونائٹڈ مڈل سکول سے حاصل کی اور احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی میں پڑھے۔ وہاں سے تعلیم مکمل کی یا کچھ عرصہ بہرحال پڑھتے رہے۔ پھر زندگی وقف کر دی اور آپ کو 1952ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھجوا دیا گیا۔ 1960ء میں آپ نے جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ واپس گھانا گئے اور وہاں آپ کا مختلف جگہوں پر بطور ریجنل مشنری تقرر ہوا۔ سب سے پہلے آپ نے 1969ء تک برونگ آہافو (Brong Ahafo) ریجن میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے بعد سالٹ پونڈ گھانا میں جامعۃ المبشرین کے پرنسپل بنے۔ اور اس وقت مشنوں کا یہ حال تھا کہ چھوٹے چھوٹے مٹی کے گھر ہوتے تھے جن میں غسل خانے کوئی نہیں تھے۔ چٹائیوں کو کھڑا کر کے اور لکڑی کے ڈنڈوں پر غسل خانے بنائے جاتے تھے۔ اب تو افریقہ میں یہ تصور نہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ غسل خانے کی یہ حالت تھی کہ دو اینٹیں رکھ کے پانی کی بالٹی کہیں سے لا کے تو غسل کر لیا کرتے تھے۔ بالکل ہی ابتدائی حالات تھے۔ بہرحال اس کے بعد 1971ء میں وہاب صاحب کی تقرری یو کے (UK) میں بطور نائب امام مسجد فضل لندن ہوئی۔ 1974ء تک آپ نے یہ ذمہ داری ادا کی۔ 1975ء میں آپ کو امیر و مشنری انچارج گھانا مقرر کر دیا گیا اور تقریباً 39 سال وفات تک یہی خدمت سرانجام دیتے رہے۔

یہ ابتدائی تاریخ لکھنے والے بتاتے ہیں کہ جب گھانا میں جماعت کی تعداد بڑھنی شروع ہوئی تو اس وقت یہ سوچا گیا کہ بجائے معلمین کے مقامی مبلغین کی تعداد کو بڑھایا جائے اور اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہاں کچھ لڑکے لائے جائیں جن کی تربیت کی جائے۔ تو جیسا کہ میں نے بتایا اس وقت گھانا سے دو چھوٹی عمر کے چودہ پندرہ سال کے بچے، وہاب آدم صاحب اور بشیر بن صالح صاحب پاکستان

بھجوائے گئے ۔ اور دونوں بڑی محنت اور لگن سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ 1957ء میں عزیزم بشیر بن صالح ربوہ میں گرمی کے باعث بیمار ہو گئے۔ ان کو واپس گھانا بھجوایا گیا لیکن یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی اور 16 ر نومبر 1958ء کو صالح صاحب جو تھے وہ انیس سال کی عمر میں وفات پا گئے اور پھر وہاب صاحب اکیلے جامعہ میں پڑھتے رہے۔ آٹھ سال تک یہیں رہے۔ شاہد کی ڈگری حاصل کی اور مرکزی مبلغ بن کر پھر گھانا گئے۔ ان کے جانے کے بعد پھر جماعت اس وقت تک کچھ بڑھ بھی چکی تھی۔ لوگوں کو جوش اور جذبہ بھی پیدا ہو اور پھر انہوں نے اپنے بچے جامعہ احمدیہ میں بھجوانے شروع کئے۔ اس کے بعد پھر آٹھ دس مبلغین یہاں سے بن کے گئے۔ پھر بعض پابندیاں لگ گئیں۔ اب تو وہیں جامعہ میں خود ہی مبلغین تیار ہو رہے ہیں بلکہ انٹرنیشنل جامعہ بن گیا ہے جہاں افریقہ کے مختلف ممالک سے لڑکے آتے ہیں اور شاہد مبلغ کا کورس پاس کرتے ہیں۔

جب یہ ربوہ میں تھے اس وقت گھانا کے سفیر ایک موقع پر یہاں آئے۔ اِنہوں نے اُن کو بتایا کہ ربوہ کس طرح آباد ہوا، کیسی بنجر زمین تھی۔ کس طرح لوگوں نے قربانیاں کیں۔ یہ ساری تفصیل اس انداز میں بیان کی کہ وہ سفیر صاحب کہنے لگے کہ اگر کوئی شخص خدا پر یقین نہ رکھتا ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی حقانیت پر ایمان نہ ہو تو وہ یہ واقعات سن کے یقینا خدا کی ہستی پر ایمان لائے گا کہ کس طرح ربوہ آباد ہوا۔ کوئی بھی موقع تبلیغ کا جانے نہیں دیتے تھے۔ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے ربوہ میں ابتدائی زمانے میں وقت گزارا۔ کہتے ہیں ان دنوں میں بجلی بھی نہیں ہوتی تھی۔ پینے کا پانی کوئی نہیں تھا۔ دُور سے لانا پڑتا تھا۔ کوئی بلڈنگز نہیں تھیں اور ہوسٹل کی چھتیں بھی کچی تھیں۔ فرش بھی کچا تھا۔ بارش ہوتی تو چھت ٹپکتی تھی۔ فرش پر پانی کھڑا ہو جاتا تھا۔ بلکہ مذاق میں بتایا کرتے تھے کہ ہمارے جو صندوق تھے، box تھے وہ بھی پانی میں تیرنے لگ جاتے تھے۔ تو اس وقت یہ حال تھا۔ پھر احمد نگر میں بلڈنگ لی، وہاں جامعہ شروع ہوا۔ غیر ملکیوں کا بھی ایک ہوسٹل تھا تو اس میں انگلستان سے بھی ایک شخص تھا، ایک جرمنی سے عبدالشکور کنزے صاحب وہاں تھے۔ امریکہ سے ایک وائٹ امریکن تھے، ایک افریقن امریکن تھے۔ ٹرینیڈاڈ سے بھی ایک صاحب آئے ہوئے تھے۔ چین سے عثمان چینی صاحب، ابراہیم وان اور ادریس وان صاحب تھے۔ تو مختلف لوگوں کا یہ ہوسٹل تھا جو اس زمانے میں مختلف ملکوں سے آئے اور وہاں رہے جن میں سے یہ ایک دو ہی تھے جو مبلغ بنے باقی چھوڑ کے چلے گئے تھے یا کچھ عرصے بعد تعلیم حاصل کر کے اپنے کام کرنے لگ گئے۔

وہاب صاحب کا ایک واقعہ ہے۔ کہتے ہیں کہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں جب زیر تعلیم تھے تو ایک مرحلے پر پہنچ کر بعض مضامین میں مثلاً منطق اور فقہ کو اردو زبان میں سمجھنے میں دقت محسوس کی۔ امتحان سر پر آ گیا۔ بڑے پریشان تھے۔ ان کے دوست امری عبیدی صاحب تنزانیہ کے تھے۔ انہوں نے بھی اس زمانے میں جامعہ پڑھا تھا، جو بعد میں وہاں کے وزیر بھی بنے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے پاس جا کر دعا کے لئے کہتے ہیں۔ خیر یہ ان کے پاس گئے۔ حضرت مولانا راجیکی صاحب کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔ ان کو دیکھ کے انہوں نے کتاب ایک طرف رکھ دی اور دریافت کیا کہ کیا مسئلہ ہے؟ امری عبیدی صاحب نے اور وہاب صاحب دونوں نے کہا کہ ہمارے امتحان ہو رہے ہیں اور ہمیں بڑی مشکل پیش آ رہی ہے، دعا کے لئے کہنے آئے ہیں۔ تو انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ انہوں نے کہا تم بھی میرے ساتھ دعا میں شامل ہو۔ دعا کے بعد حضرت مولانا راجیکی صاحب کہنے لگے کہ مَیں نے دعا کرتے ہوئے کشفی حالت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک کو آپ دونوں کے سروں پر رکھا ہوا دیکھا ہے جس کی تعبیر مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس علیہ السلام کی برکت سے آپ کو کامیابی بخشے گا۔ چنانچہ کہتے ہیں ایسا ہی ہوا اور معجزانہ طور پر وہ پڑھائی آسان ہو گئی۔ تیاری آسان ہو گئی۔ جب امتحان دیا تو پرچوں کو بہت آسان پایا اور جب نتیجہ نکلا تو وہاب آدم صاحب اپنی کلاس میں پہلی پوزیشن پر تھے۔

بعض اور سعادتیں بھی ان کے حصے میں آئیں۔ وہاب صاحب سب سے پہلے افریقن مرکزی مشنری تھے۔ سب سے پہلے گھانین امیر و مشنری انچارج یہ تھے۔ سب سے پہلے افریقن احمدی جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی نمائندگی میں بطور امیر مقامی ربوہ بننے کی سعادت حاصل ہوئی وہ یہ تھے۔ سب سے پہلے افریقن مرکزی مشنری جنہیں یورپ میں خدمت کی توفیق ملی وہ یہ تھے۔ پھر سب سے پہلے افریقن جنہیں مجلس افتاء کا اعزازی ممبر بننے کی توفیق ملی وہ وہاب صاحب تھے۔ ان کو مرکز کی نمائندگی میں مختلف ممالک جیسے کینیڈا، جرمنی، بینن، مالی، آئیوری کوسٹ، نائیجیریا، برکینا فاسو، لائبیریا، سیرالیون، جمیکا کے دورہ جات کی توفیق ملی۔ ان کو اسلام اور رنگ و نسل میں امتیاز اور اسلام اور عیسائیت کے بارے میں ریسرچ اور مضامین لکھنے کی توفیق عطا ہوئی۔ والدہ کے نام پر انہوں نے ایک فاؤنڈیشن بھی جاری کی ہے جو ضرورتمندوں کی مدد کرتی ہے۔ جماعت احمدیہ گھانا نے ان کے دَورِ امارت میں اللہ کے فضل سے بڑی ترقی کی ہے۔ اللہ کے فضل سے کچھ تو سکول پہلے تھے، کچھ اَور کھلے۔ کچھ نئے سرے سے اسٹیبلش (Establish) ہوئے، مزید ان میں بہتری پیدا ہوئی۔ جماعت احمدیہ کے چار سو سے زائد سکول ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیچر ٹریننگ کالج، جامعۃ المبشرین، جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل نمایاں ہیں۔ اسی طرح سات بڑے ہسپتال ہیں۔ دو ہومیو پیتھک کلینک ہیں جو گھانا میں خدمت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ رفاہ عامہ کے کام جاری ہیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں جماعت کو غیر معمولی مقام ملا ہے۔ گھانا کی دو مشہور شاہراہیں جو ہیں ان پہ انہوں نے بڑی کوشش سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی بڑی تصویریں آویزاں کروائی ہیں اور ہر آنے جانے والا وہ دیکھتا ہے اور نیچے لکھا ہوا ہے ’جس مسیح کے آنے کا انتظار تھا وہ آ گیا اور وہ یہ ہیں‘۔ اس طرح یہ کھل کے وہاں تبلیغ بھی کر رہے ہیں۔

ان کو جو دنیاوی اعزازات ملے وہ یہ ہیں کہ کوریا میں انٹر ریلیجس (Inter Religious) اور انٹرنیشنل فیڈریشن فار ورلڈ پیس امریکہ کی طرف سے امن کے لئے بے لوث اور شاندار خدمات کی بنا پر Ambassador for Peace کا اعزاز دیا گیا۔ اسی طرح گورنمنٹ آف گھانا کی طرف سے امیر صاحب گھانا کو ان کی شعبہ تعلیم، صحت، زراعت اور ملکی امن و استحکام کے لئے خدمات کے اعتراف میں ایک اہم ملکی اعزاز Companion of the Order of the Volta سے نوازا گیا۔

پھر 10 ر نومبر 2007ء کو آپ کی قابلیت کے اعتراف میں ملک کی ایک بڑی یونیورسٹی، یونیورسٹی آف کیپ کوسٹ (University of Cape Coast) نے پی ایچ ڈی کی اعزازی ڈگری سے ان کو نوازا۔ یہ نیک نیتی سے کئے گئے وقف کی برکات ہیں کہ دین کی خدمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیاوی اعزازات سے بھی نوازا۔ اگر وقف نہ ہوتے تو پتا نہیں کوئی اور کام کر رہے ہوتے اور کسی کو پتا بھی نہیں ہونا تھا کہ وہاب صاحب کون ہیں۔ پھر انٹرنیشنل سطح پر ان کی ذمہ داریاں درج ذیل ہیں۔

سینٹر فار ڈیموکریٹک ڈیویلپمنٹ گھانا (Centre for Democratic Development (CDD),Ghana) کے ممبر تھے۔ Ghana Integrity Initiative کے وائس چیئر مین تھے۔ نیشنل پیس کونسل (National Peace Council) کے ممبر تھے اور وہاں کی سیاسی حکومتوں کو آپس میں امن سے حکومت جاری رکھنے میں بڑا کردار ادا کیا۔ کو فاؤنڈر (Co-Founder) اینڈ نیشنل پریذیڈنٹ فار کونسل آف ریلیجنز تھے اس میں مختلف مذاہب کے لوگوں کی نمائندگی تھی۔ نیشنل reconciliation کمیشن کے ممبر رہ چکے تھے۔

جب یہ 1974ء میں یہاں تھے، اور پاکستان میں جماعت احمدیہ پر حالات بڑے خطرناک ہو گئے تھے، مظالم ہو رہے تھے جو ابتلاء کا دور تھا تو وہاب صاحب نے یہاں امام مسجد فضل کے ساتھ مل کے دن رات کام کیا اور مسلسل کئی کئی راتیں جاگتے گزاریں اور خبروں کو برطانوی پریس اور دوسرے میڈیا تک پہنچایا۔ 1973ء میں وہاب صاحب کو مسلم ہیرلڈ کا نائب ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ اس رسالہ میں انہوں نے دو نئے کالم شروع کئے۔ ایک لندن ڈائری کے نام سے تھا جس میں مہینے کی کارگزاری رپورٹ شائع ہوتی تھی اور دوسرا کالم Your Questions Answered کے نام سے تھا جس میں مختلف لوگوں کے موصول ہونے والے سوالات کے مدلل جوابات ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ مرحوم نے لندن مشن کے سٹڈی سرکل میں متعدد مضامین پیش کئے جو بالخصوص نئی نسل کے سوالات کے جواب ہوتے تھے۔

نائب صدر مملکت گھانا کویسی بیکوئی امیسا آرتھر (Kwesi Bekoe Amissah-Arthur) کہتے ہیں کہ وہ ہماری قوم کا ایک عظیم الشان رہنما تھا۔ حکومت گھانا اس عظیم الشان رہنما کی وفات پر ان کے اہل خانہ اور احمدیہ مسلم مشن کے ساتھ غم میں برابر کی شریک ہے۔ ہم میں سے بہت سے مولوی وہاب آدم کو ان کی اس ملک میں امن کی فضا پیدا کرنے کی کوششوں کے لئے ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ اسی طرح ان کی اور احمدیہ مسلم مشن کی جس کی انہوں نے کئی سال تک قیادت کی ہے، تعلیم کے فروغ کے لئے کی گئی کوششوں کو بھی فراموش نہ کر سکیں گے۔ سکالر اور مذہبی رہنما کو غمگین دل کے ساتھ الوداع کہتے ہوئے دعا گو ہیں کہ جس امن کے قیام کے لئے انہوں نے کوشش کی تھی وہ ہمارے ملک میں قائم و دائم رہے۔

اسی طرح سابق صدر گھانا جان اجیکم کوفور (John Agyekum Kufuor) صاحب کہتے ہیں کہ ایک بہت بڑے مذہبی اور قومی رہنما تھے۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
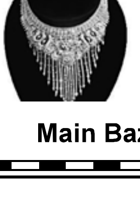
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Love For All Hatred For None
SPARSH INFO SOLUTIONS PVT. LTD.
Employee Background Verification Company, Bangalore
Website: www.sparshinfo.co.in
DIRECTOR VALIYUDDIN K
"FOR FIELD EXECUTIVE JOBS CONTACT US"

پھر ڈاکٹر مصطفی احمد جو ممبر آف پارلیمنٹ اور منسٹر آف سٹیٹ بھی ہیں۔ یہ مسلمان ہیں۔ وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ گھانا نے اپنا ایک قابل فخر بیٹا کھو دیا۔ انہوں نے امن کے قیام کے لئے جو کاوشیں کی ہیں اس سے قوم مسلسل فائدہ اٹھاتی چلی جائے گی اور ہم آپ کو ہمیشہ ہماری ترقی و کامیابی میں بیش بہا خدمات کی وجہ سے یاد رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

چارلس جی پالمر بکل (Charles G. Palmer Buckle) جو کیتھولک آرچ بشپ آف اکرا (Accra) ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدمت انسانیت کے اَنتھک علمبردار تھے۔ امن کا پیامبر بن کر خدا کی محبت کو بانٹتے رہے۔ مولوی جن اعلیٰ نظریات پر قائم تھے اور جن کے لئے انہوں نے کام کیا ان کو ہمیشہ زندہ رکھا جائے۔

پھر ریورنڈ پروفیسر ایمانوئل اسانٹے (Most Rev. Prof. Emmanuel Asante) جو کہ میتھوڈسٹ (Methodist) کے صدر بشپ ہیں اور نیشنل پیس کانفرنس کے چیئرمین ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ ایک امن پسند، محب وطن اور اتحاد کی کوشش کرنے والا اچانک خدا کی طرف چلا گیا۔ نیشنل پیس کانفرنس ہمیشہ آپ کے ان اصولوں کو قائم رکھے گی جو انہوں نے قیام امن کے لئے اپنائے۔

پھر اسی طرح اور لوگوں نے بھی (اپنے تاثرات) دیئے ہیں۔ وزارت خارجہ کا نمائندہ حاجی محمد گاڈو صاحب جو کہ گورننگ کونسل اور گھانا کونسل مذاہب برائے امن کے نائب چیئرمین ہیں، کہتے ہیں 'ہم نے مسلم کمیونٹی گھانا کا ایک بڑا ستون کھو دیا ہے'۔ دوسری دنیا میں تو احمدی مسلمان نہیں ہیں لیکن یہاں مسلمانوں کی جو تنظیمیں ہیں کہہ رہی ہیں کہ ہم نے مسلم کمیونٹی گھانا کا ایک بڑا ستون کھو دیا ہے۔ انہوں نے مختلف مذاہب کے درمیان روابط کے پل استوار کئے۔ مولوی وہاب آدم نہایت قابل، عظیم اور اتحاد قائم کرنے والے رہنما تھے جنہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ خدمت انسانیت کے لئے صرف کیا اور رابطوں کو استوار کیا۔

پھر ان کے بیٹے حسن وہاب نے ان کے بارے میں کچھ حالات لکھے ہیں۔ کہتے ہیں کہ والد صاحب خلافت احمدیت کے حقیقی وفا شعار تھے۔ ہر امر میں خلیفہ وقت سے ضروری رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ بسا اوقات چھوٹی چھوٹی باتیں بھی خلیفہ وقت کی خدمت میں بغرض رہنمائی لکھتے۔ مثال کے طور پر اپنی وفات سے ایک ہفتہ پہلے جب بیماری کی وجہ سے کافی کمزور ہو گئے تو ڈاکٹر صاحب نے ہسپتال جانے کے لئے کہا۔ اس پر انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو جواب دیا کہ پہلے خلیفہ وقت کی خدمت میں لکھ کر اجازت لے لوں پھر جاؤں گا۔

شکر گزاری کے بارے میں ان کے بیٹے لکھتے ہیں۔ زندگی کا وسیع تجربہ رکھتے تھے اور اس حوالے سے جو بھی واقعات سناتے ان کا ہمارے اخلاق پر بہت گہرا اثر ہوتا۔ 1990ء میں جب ان کا ایک بیٹا ملک سے باہر گیا تو اس نے وہاب صاحب کو شکایت کی کہ گھر سے رابطہ کرنے میں بہت وقت لگتا ہے۔ بہت دیر سے خط پہنچتا ہے۔ اس دور میں انٹرنیٹ اور ای میل وغیرہ کی اتنی سہولت میسر نہیں تھی۔ اس پر وہاب صاحب نے اسے بتایا کہ دیکھو جب میں ربوہ تعلیم حاصل کر رہا تھا تو میری ماں تک میرے خطوط پہنچنے میں چھ مہینے کا وقت لگتا تھا۔ آپ لوگوں کو اللہ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ آج کل سہولتیں میسر ہیں۔

پھر محنت کی عادت کے بارے میں کہتے ہیں کہ بعض اوقات ہم نے دیکھا کہ فجر کی نماز کے بعد کام شروع کرتے اور سوائے نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے سارا دن اور ساری رات یہاں تک کہ اگلی فجر کا وقت آ جاتا کام میں مصروف رہتے۔ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں جب آپ بیماری کی وجہ سے زیادہ بیٹھ نہیں سکتے تھے تو انہیں لیٹ کر کام کرتے دیکھا ہے۔ لیٹے لیٹے لمبے چوڑے خطوط لکھتے اور نوٹس لکھتے تھے۔ آخر تک ان کے خط مجھے آتے رہے ہیں۔ خاص طور پر مجھے جو خط لکھتے تھے ہمیشہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اور ایک خوبی یہ تھی کہ اردو میں لکھتے تھے۔

خوش مزاجی صبر اور حوصلے کے بارے میں ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ بہت خوش مزاج انسان تھے۔ مثال کے طور پر بیماری کے دنوں میں ہمیں پتا تھا کہ ان کی صحت ٹھیک نہیں ہے اور زندگی کے ساتھ جنگ لڑ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے کبھی بھی اپنی تکلیف کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ جب بھی ہم ان سے پوچھتے تو یہی کہتے کہ اب پہلے کی نسبت بہتر ہیں حالانکہ ہمیں نظر آ رہا تھا کہ وہ دن بدن کمزور ہو رہے ہیں۔ اپنی بیماری کے ان سخت ایام میں بھی ہمیں لطائف سناتے رہے۔

ان کو جیسی بیماری تھی اس کا بڑے صبر سے انہوں نے مقابلہ کیا ہے اور یہ وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ پر کامل ایمان ہو اور یہ صبر جو ہے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا ہو۔ اُس وقت بعض لوگ اظہار کرتے رہے کہ شاید ان کو پتا نہیں کہ بیماری کی شدت کیا ہے۔ ان کو کینسر کی بیماری تھی، پینکریاز (Pancreas) کا کینسر تھا۔ لیکن لوگ غلط تھے، ان کو سب کچھ پتا تھا۔ یہ اس بات پر راضی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسی زندگی دی الحمد للہ بڑی اچھی دی اور اس بات پر بھی راضی تھے کہ اللہ تعالیٰ بیماری سے شفا دے یا جو بھی اس کی تقدیر ہے وہ آ جائے۔ اس بارے میں زبیر خلیل صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ برس جرمنی میں چیک اَپ کروانے کے لئے خاکسار کو ان کے ساتھ سپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس جانے کی توفیق ملی۔ ڈاکٹر نے جب ان کی جان لیوا بیماری کے بارے میں مطلع کیا تو ہنس کے فرمانے لگے۔ میرا ایک خدا ہے اور خلیفۂ وقت کو بھی ہم دعا کے لئے کہتے ہیں جو ہمارے لئے دعائیں کرتا ہے۔ اگر اللہ کی مرضی میری وفات میں ہے تو مَیں اس پر بھی راضی ہوں۔ ڈاکٹر یہ باتیں سن کر بڑا متأثر ہوا۔

یہی لکھنے والے لکھتے ہیں کہ مَیں نے ایک خواب میں دیکھا تھا جس میں آپ ٹی وی پہ یہ کہہ رہے ہیں، اعلان کر رہے ہیں کہ امیر غانا تو ایک نور ہے۔

پھر ان کے بیٹے مہمان نوازی کے متعلق کہتے ہیں کہ جو بھی ان سے ملنے کے لئے جاتا خود جوس پیش کرتے۔ ہمارے بہت سے مسلمان اور غیر مسلم دوستوں نے مجھے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ وہاب صاحب ہمارے ساتھ اپنے بچوں جیسا سلوک کرتے۔ جب بھی کوئی ان سے مشورہ مانگتا ہمیشہ ان کی مدد کرتے۔

گھانا میں کوکونٹ (cocconut) خاص طور پر بہت ہوتا ہے اور پیش کیا جاتا ہے اور یہ خاص طور پر مہمانوں کو پیش کرنے کے لئے فریج میں رکھتے ہیں۔ پچھلے دنوں ہمارے مبارک ظفر صاحب گئے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیماری کے باوجود ان کی کوشش یہ تھی کہ خود کھول کے سٹرا (Straw) ڈال کے پیش کریں۔ ہاتھ پوری طرح اٹھا نہیں سکتے تھے تو پھر دوسروں کی مدد سے انہوں نے سٹرا (Straw) ڈالنے کی کوشش کی۔ آخری بیماری تک یہ وصف جو مہمان نوازی کا تھا اس کو انہوں نے پوری طرح نبھانے کی کوشش کی۔

بشارت بشیر صاحب کی اہلیہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ وہاب صاحب نے جب تعلیم مکمل کی خدا کے فضل سے کامیاب مبلغ بنے۔ وہاب صاحب کی طبیعت میں شروع سے ہی بہت انکساری تھی۔ 1954ء میں میری شادی ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہاب صاحب ہمارے گھر آتے اور مجھے کہتے کہ مولانا کے بوٹ دے دیں۔ یعنی بشارت بشیر صاحب کے بوٹ دے دیں، مَیں نے پالش کرنے ہیں۔ مَیں بہت گھبرا جاتی کہ مبلغ بننے والے بچے سے میں یہ خدمت لوں؟ لیکن ان کا اصرار ہوتا تھا اس لئے کہ جو احسان انہوں نے ربوہ لا کر مجھ پر کیا اس کو ہر صورت میں اتاریں اور ویسے بھی استاد کی عزت ان کے دل میں تھی۔ اسی طرح انہوں نے بشارت بشیر صاحب کی وفات پر ایک بڑا مضمون لکھا اور جب انہوں نے اس کا ذکر کیا تو اس سے بڑے خوش بھی ہوئے۔

ان کے بیٹے رحمدلی کا واقعہ لکھتے ہیں کہ بہت سے واقعات ہیں جب انہوں نے لوگوں کی مدد کے لئے اپنے تعلقات استعمال کئے اور ایسے لوگوں کی بھی مدد کرتے جنہیں وہ پہلے نہ جانتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بیوہ ان کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ وہ بیوہ ہو گئی ہے اور چاہتی ہے کہ کوئی چھوٹا سا کام شروع کر کے اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے جس کے لئے اس کو مالی مدد کی ضرورت ہے۔ والد صاحب اس بیوہ خاتون سے پہلے کبھی نہیں ملے تھے لیکن اس کی مدد کی تا کہ وہ اپنا کاروبار شروع کر سکے۔

بچوں سے اور دوسروں سے بھی ہمیشہ بڑا حسن سلوک کرتے تھے۔ ہر بچے کو جب بھی ملتے ان کو تحفے غبارے اور چاکلیٹ جو ان کی جیب میں ہوتے تھے، دیا کرتے تھے۔ بلکہ کسی نے مجھے شکایت کی کہ ان کا سلوک ایسا ہے (یعنی اچھا نہیں)۔ اس پر مَیں نے انہیں کہا مجھے یقین تو نہیں لیکن ان کو میں نے بھیج دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا میں تو ہمیشہ اپنے پاس سے اپنے اوپر تنگی کر کے بھی لوگوں کا خیال رکھتا ہوں لیکن بہرحال ایسا طبقہ ہوتا ہے جو شکایتیں کرنے پہ تُلا ہوتا ہے چاہے اس سے اچھا سلوک بھی کیا جائے۔

اسی طرح خلافت کے ساتھ تعلق اور وابستگی کے بارے میں یا کوئی کام پوچھے بغیر نہیں کرنا (اس بارہ میں) ڈاکٹر تاثیر صاحب جو گھانا میں ڈاکٹر ہوتے تھے، لکھتے ہیں کہ وہاب صاحب کا ایک وصف یہ تھا کہ اطاعت ہمیشہ کرنی ہے۔ کہتے ہیں خلافت رابعہ میں ایک بار ایک غیر احمدی ریڈیوگرافر کی طرف سے ایکسرے پلانٹ لگانے کی تجویز ہوئی جس میں بظاہر ہسپتال کو فائدہ اور سہولت دکھائی دے رہی تھی۔ کہتے ہیں جب مَیں نے وہاب صاحب سے پوچھا تو کہنے لگے کہ کوئی بات طے کرنے سے پہلے جب تک خلیفہ وقت سے اجازت نہیں مل جاتی یہ نہیں کرنی۔ ان سے اجازت لو پھر آگے بات چلانا۔ چنانچہ جب اجازت لی گئی تو اجازت نہیں ملی اور اس طرح بہت سی قباحتوں سے بچ گئے۔

محمود ناصر ثاقب صاحب مالی کے امیر جماعت ہیں۔ محمود ناصر صاحب پہلے برکینا فاسو میں بھی رہے ہیں۔ کہتے ہیں وہاب صاحب وہ مبلغ تھے جو ہم پیچھے آنے والوں کے لئے ایک نیک نمونہ بنے۔ کہتے ہیں خاکسار

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زد جام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
ملنے کا پتہ: دُکان حکیم چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
رابطہ: عبدالقدوس نیاز
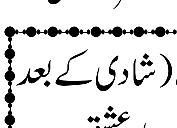
09815409445

گردھاری لال ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
Since 1948

کوان کے ساتھ متعدد دفعہ ملنے کا موقع ملا۔ خاکسار نے سبغ تینگا گاؤں میں وہ جھونپڑی دیکھی ہے جس میں برکینا فاسو میں وہاب صاحب کا قیام ہوتا تھا۔ وہاب صاحب کی کوشش سے 1986ء میں جماعت احمدیہ برکینا فاسو کی رجسٹریشن ہوئی۔ اور 2005ء میں برکینا فاسو کے جلسہ سالانہ میں جب ان کو میں نے نمائندہ بنا کر بھجوایا تو انہوں نے اپنی بہت سی یادیں وہاں تازہ کیں کہ کن حالات میں وہ برکینا فاسو آئے تھے۔ جماعت کی کس طرح رجسٹریشن ہوئی۔ بہت مشکلات تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُور ہوئیں۔

برکینا فاسو کی جماعت انہی کے ذریعہ سے قائم ہوئی ہے۔ ہم بھی دیکھا کرتے تھے کہ یہ جاتے تھے۔ پھر خلافت جوبلی کے جلسے پہ برکینا فاسو سے سائیکلوں کا قافلہ چلا تو ان کو پیغام بھجوایا کہ میں خود ٹمبالے آکران کا استقبال کروں گا اور باوجود مصروفیت کے یہ دوتین سو میل کا سفر کر کے وہاں گئے اور ان کا بارڈر پر استقبال کیا۔

چند سال پہلے ایک دفعہ افریقہ کے لوگوں کو مَیں نے کہا تھا کہ یہ مشہور ہے کہ احمدی حج نہیں کرتے اور غیر احمدیوں نے بڑی افواہیں پھیلائی ہوئی ہیں اس لئے ہمارے مبلغین کو حج کرنا چاہئے۔ اس کے لئے ایک سکیم شروع کی تھی۔ تو حافظ مشہود صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے وہاب صاحب سے کہا کہ مختلف لوگوں کے لئے آپ نام پیش کرتے ہیں آپ خود کیوں نہیں جاتے۔ تو انہوں نے فوراً اس کا جواب دیا کہ مَیں پہلے ہی حاجی ہوں۔ کہتے ہیں مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی تو میری پریشانی دیکھ کے کہنے لگے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ ثالثؒ کے زمانے میں مَیں نے حج پر جانے کا ارادہ کیا لیکن اس وقت غانا کے مذہبی امور کے جو وزیر تھے وہ مسلمان تھے۔ انہوں نے بڑی مخالفت کی اور میرا ویزا نہیں لگنے دیا۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے ان کی ملاقات ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ ویزا نہ ملنے کی کیا وجوہات ہیں؟ جب انہوں نے یہ بتایا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کچھ دیر خاموش رہے، ان کو دیکھتے رہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ مجھے ابھی کشفاً اللہ تعالیٰ نے دکھایا ہے کہ تم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہو اور تمہارے ساتھ ساٹھ ستر ہزار لوگ طواف کر رہے ہیں۔ تو کہتے اس لئے مَیں تو پہلے ہی حاجی ہوں۔ already حاجی ہوں اس لئے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

صبر ان کی ایک بڑی خاصیت تھی۔ کہتے ہیں صبر کی حالت دماغ پر نقش ہے کہ جس روز ان کے ایک داماد جو امریکہ میں تھے شہید ہو گئے۔ وہاں کسی نے ڈاکہ ڈالا اور ان کو ان کی جگہ پر قتل کر دیا تو کہتے ہیں اس روز جامعہ احمدیہ غانا کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات تھی۔ پروگرام پر آنے سے قبل امیر صاحب کو یہ اطلاع مل گئی تھی۔ ظاہر ہے ایک باپ کی حیثیت سے فکر ہونی چاہئے کہ جوان بیٹی بیوہ ہو گئی ہے اور اس کے تین بچے ہیں۔ لیکن تین چار گھنٹے اس فنکشن میں شامل رہے اور چہرے پر بالکل آثار نہیں آنے دیئے کہ یہ واقعہ ہو چکا ہے اور تمام فنکشن بڑی مسکراہٹ سے گزارا اور شام کے وقت جب سب کچھ ختم ہو گیا پھر ہمیں بتایا کہ یہ حادثہ ہو گیا اور میری بیٹی جو ہے وہ آج بیوہ ہو گئی، جوان داماد جو ہے اس کو اس طرح قتل کر دیا گیا ہے۔

ایک دوست قانات بیگ صاحب جو رشین ہیں وہ کہتے ہیں کہ 2008ء میں جلسہ سالانہ گھانا میں شمولیت کی توفیق ملی۔ مجھے امیر صاحب گھانا کی طرف سے ان کی رہائش پر دعوت دی گئی۔ اپنے روایتی لباس میں مجھے ملے۔ گلے لگایا اور اس انداز میں ملے کہ میری سفر کی پانچ دن کی جو تھکاوٹ تھی بالکل دور ہو گئی۔ اور کہتے ہیں ابھی بھی جب میں تصویر دیکھتا ہوں تو ان کے ہاتھوں کی گرمی محسوس کرتا ہوں۔ مجھے آپ کی یہ ادا بھی بڑی پسند آئی کہ آپ کے ساتھ صدر مملکت کرسی پر بیٹھے تھے تو آپ نے جو عزت صدر مملکت کو دی وہی عزت ڈیوٹی والے کو دی جو کہ دھوپ سے بچنے والی بڑی چھتری لئے کھڑا تھا۔ آپ نے دونوں سے ایک ہی انداز میں باری باری پوچھا کہ آپ تھک تو نہیں گئے آپ کو پیاس تو نہیں لگی۔ یعنی غریب اور امیر دونوں کا خیال رکھا۔

کہتے ہیں جہاں گیسٹ ہاؤس میں ہماری رہائش تھی تو وہاں مسجد میں لائنوں میں صفیں عموماً بچھی ہوئی نہیں ہوتیں۔ وہاب صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ صفیں سیدھی ہیں کہ نہیں۔ تو یہ جو مہمان آئے ہوئے تھے رشین ان کے نیچے جائے نماز نہیں تھی۔ ان کو خیال ہوا کہ شاید یہ فرش پر صحیح طرح نہ پڑھ سکیں تو وہاب صاحب نے اپنی جائے نماز اٹھا کر ان کو دے دی اور خود اسی طرح نماز پڑھی۔ کہتے ہیں اگلے دن سے پھر باقاعدہ دو جائے نمازیں لے کر آیا کرتے تھے۔

ماجد صاحب کہتے ہیں کہ خلافت سے جو اُن کا تعلق تھا اور جس طرح اطاعت کرتے تھے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ ایک واقعہ کہتے ہیں کہ یہاں گزشتہ سال دوپہر کے وقت دفتر آئے۔ سارے کھانا کھا رہے تھے تو کہتے ہیں کہ گھانا فون کرنا ہے۔ کہتے ہیں اس پر مَیں نے ان کو کہا کہ امیر صاحب پہلے کھانا کھا لیں پھر فون کر لیتے ہیں۔ کہنے لگے نہیں۔ خلیفۂ وقت کا یہ ارشاد ہے جو ابھی ملا ہے، مَیں نے اسے فوری پہنچانا ہے کہ وہاں اس پر کام شروع ہو جائے۔ کھانا تو بعد میں کھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے فون کیا۔ میرا جو پیغام تھا وہ پہنچایا اور فوری طور پر اس پر کام کر کے رپورٹ دینے کا کہا۔

اسی طرح عاجزی انکساری یہ تھی کہ وہاب صاحب دفتر میں بیٹھے ہوتے تو ماجد صاحب کو دیکھتے ہی بار بار اس لئے کھڑے ہو جاتے تھے کہ آپ ہمارے افسر ہیں، ہمارا فرض ہے کہ احترام کریں۔

ایک دفعہ دفتر میں یہ لوگ کھانا کھا رہے تھے تو شاید اس کھانے میں نمک زیادہ تھا۔ ماجد صاحب بلڈ پریشر کی وجہ سے نمک نہیں کھاتے۔ تو وہاب صاحب خاموشی سے اٹھے، گیسٹ ہاؤس گئے، اپنا کھانا جو تھا وہاں سے لے کے آ گئے اور کہا کہ مَیں نے چیک کیا ہے اس میں نمک کم ہے۔ تو یہ ہیں وہ لوگ جو قرآنی حکم کے مطابق اپنے نفسوں کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہیں۔

قریشی داؤد صاحب بھی کچھ عرصہ گھانا میں رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ریجنل مشنری کے علاوہ اردو ڈاک کے سلسلہ میں آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میں رخصت پر پاکستان گیا تھا۔ واپس آیا تو کسی دوست کو کہا کہ فلاں وقت رات گیارہ بجے فلائٹ آنی ہے تم مجھے لینے آ جانا۔ کہتے ہیں جب مَیں جہاز سے اتر کر باہر آیا ہوں تو میری حیرت کی انتہا نہیں رہی کہ اس وقت بھی رات کو عبدالوہاب آدم صاحب ائیر پورٹ کے اس دروازے پر کھڑے تھے جہاں سے اتر کر ائیر پورٹ میں داخل ہوتے ہیں اور امیگریشن وغیرہ کلیئر کروا کے اور دعا کے ساتھ پھر انہوں نے ان کو آگے رخصت کیا اور کہتے ہیں کہ خلفاء کے خط لکھوانے کا احترام اس طرح سکھایا کہ بعض دفعہ خلیفہ وقت کو اردو خط لکھتے ہوئے رپورٹ میں کوئی غلطی ہو جاتی تھی، تصحیح کے لئے جب اس پہ ٹپکس (Tippex) لگاتے تھے تو کہتے تھے اس طرح نہیں۔ یہ پورا خط دوبارہ لکھو کیونکہ خلیفہ وقت کے پاس اس طرح جانا بے ادبی ہے۔

مرزا نصیر احمد صاحب بھی لکھتے ہیں کہ کام کو دوسرے وقت پر اٹھا نہیں رکھتے تھے۔ بڑے جذبے سے کام کرتے تھے اور کام ختم کر کے ہی اٹھتے تھے۔ اسی طرح دوسروں کو بھی بڑا encourage کرتے تھے جو کام کرنے والے ہیں۔ اور ایک دفعہ وا (Wa) میں جو وہاں سے تین چار سو کلومیٹر دور ہے ایک فنکشن تھا۔ مرزا صاحب کو ساتھ لے گئے۔ وہ کچی اور بڑی ٹوٹی ہوئی سڑک ہے۔ صرف کچی نہیں بلکہ بے انتہا جھٹکے۔ خیر بڑا لمبا سفر کر کے جب وہاں پہنچے تو پتا لگا کہ فنکشن تو ملتوی ہو گیا ہے۔ اور بڑا تکلیف دہ سفر ہوتا ہے لیکن کچھ انہوں نے اظہار نہیں کیا اور کسی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا گو کہ ہیڈ ماسٹر صاحب نے وہاں پہلے اطلاع دے دی تھی لیکن تار کا نظام بھی ایسا ہی تھا کہ اطلاع نہیں پہنچ سکی۔

پھر بہت سارے لوگ ہیں، ایسے واقفین زندگی ہیں جو لکھتے ہیں کہ ہمارے بچوں کے لئے بعض دفعہ وہاں حالات کی وجہ سے دودھ وغیرہ میسر نہیں ہوتا تھا تو فوراً اس کا انتظام کرتے تھے۔ یہ مجید بشیر صاحب نے اور ان کے علاوہ اَوروں نے بھی لکھا۔ پھر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کہتے ہیں کہ ربوہ میں ایک دفعہ ملے تو تعارف نہیں تھا۔ پھر میں نے بتایا کہ مَیں مولانا غلام باری سیف صاحب کا بیٹا ہوں۔ تو پھر دوبارہ اٹھ کے گلے لگایا کہ آپ تو میرے استاد کے بیٹے ہیں اور بڑے احترام سے پیش آئے۔

رشین ڈیسک والے خالد صاحب کہتے ہیں کہ جب مَیں نے ایک دفعہ ان کو بتایا کہ میں رشیا سے آیا ہوں تو کہنے لگے تم بڑے خوش قسمت ہو۔ You are very lucky person.۔ کہتے ہیں میں نے حیران ہو کر کہا یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ آپ اور آپ کے مبلغین جو وہاں رشیا میں کام کر رہے ہیں بڑے خوش قسمت ہیں۔ تو اس پر کہنے لگے کہ ایک نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہے کہ وہاں بڑی تعداد میں جماعت پھیل جائے گی اور خوب ترقی ہو گی تو آپ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ اس کا حصہ بن رہے ہیں۔ پس یہ یقین تھا اور اس یقین پر اظہار کہ جن مبلغین نے ابھی وہاں قدم رکھے ہیں انہیں بھی مبارک ہو کہ وہ اس آئندہ تاریخ کا حصہ بننے والے ہیں۔

اسی طرح ملک مظفر صاحب کہتے ہیں۔ سیاسی اثر و رسوخ کا ایک دفعہ اس طرح اندازہ ہوا کہ خاکسار اکرا (Accra) سے ٹیما (یہ دو شہر ہیں) جا رہا تھا۔ راستے میں بیریئر (Barrier) تھا، وہاں اخبار فروخت ہو رہا تھا۔ اخبار کے سرورق پر وہاب صاحب کی نمایاں فوٹو نظر آئی تو میں نے مقامی مبلغ سے معلوم کرایا تو انہوں نے بتایا کہ ابھی چند ہفتے پہلے گھانا میں جنرل الیکشن ہوئے تھے اور موجودہ پارٹی اور حزب اختلاف نے صرف معمولی فرق کے ساتھ الیکشن جیتے تھے جو کہ حکومت مان نہیں رہی تھی۔ اس موقع پر بڑے ہنگامے اور بدامنی کا خطرہ تھا۔ وہاب صاحب نے دونوں پارٹیوں کے لوگوں سے مل کر پُرامن انتقال اقتدار کے لئے جو بھرپور کوشش کی ہے یہ

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Rapair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
**Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station**
**Harchowal Road, White Avenue Qadian**

## کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

خبراسی کے لئے ہے اور قوم اس کو سراہ رہی ہے۔

شمشاد صاحب آجکل امریکہ میں مبلغ ہیں۔ یہ گھانا میں بھی رہے ہیں۔ کہتے ہیں میرا تبادلہ سیرالیون ہو گیا تو مَیں جس شہر میں تھا وہاں کے لوگ ایک وفد بنا کر امیر وہاب صاحب کے پاس گئے کہ ان کو ابھی یہیں رہنا چاہئے تو اس پر وہاب صاحب نے کہا دیکھو ایک جماعت کا صدر اپنی جماعت کی فلاح و بہبود چاہتا ہے کہ وہاں ترقی ہو۔ ریجنل چیئرمین چاہتا ہے کہ وہاں ریجن میں ترقی ہو۔ ملک کا امیر چاہتا ہے کہ اس کے ملک میں ترقی ہو تو سب سے اوپر ہمارے خلیفۃ المسیح ہیں کہ جو سب دنیا میں ترقی دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے کون سا آدمی کہاں موزوں ہے ان کو سب سے زیادہ پتا ہے۔ اگر اس کا تبادلہ گھانا سے سیرالیون میں ہو رہا ہے تو ان کو پتا ہے کہ اس کی خدمات کی وہاں ضرورت ہے۔ اگر خلیفۃ المسیح کو یہ لکھا جائے کہ یہاں رہنے دو تو یہ سوء ادبی ہے۔ اور پھر ان کو بتایا، سمجھایا کہ دیکھو مَیں آپ کے جذبات کا احترام کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود خلیفۃ المسیح کے حکم کی تعمیل ہمارا فرض ہے اور پھر مزید ان کو پھر اہمیت بتائی کہ خلافت کی کیا اہمیت ہے اور کیا برکات ہیں۔ اس طرح ان لوگوں کو بھی مزید یہ ادراک اور فہم حاصل ہوا کہ کس طرح خلافت کا احترام کرنا ہے۔

مبارک صدیقی صاحب ایک واقعہ اور لطیفہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہاب آدم صاحب یہاں آئے تھے تو ایک دن میری ٹیکسی پر بیٹھے اور لندن مسجد چلنے کے لئے کہا۔ مَیں تو انہیں جانتا تھا لیکن وہ نہیں جانتے تھے۔ مجھے شرارت سوجھی (وہ حسب عادت کرتے رہتے ہیں) کہتے ہیں کہ مَیں نے ان سے کہا کہ آپ اس مسجد میں کیوں جا رہے ہیں؟ وہ تو احمدیوں کی مسجد ہے۔ یہ سنتے ہی وہاب صاحب نے تبلیغ شروع کر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کا ظہور ہو چکا ہے اور پوری تحقیق کے بعد ہم نے انہیں مان لیا ہے اور تم لوگ بیٹھے ہوئے ہو، قبول نہیں کر رہے۔ تو وہاں مسجد فضل پہنچ کر بہت دیر تک بیٹھے رہے، مجھے تبلیغ کرتے رہے۔ کہتے ہیں مَیں نے ان کو مذاقاً اس وقت بڑی سنجیدگی سے کہا کہ سنا ہے آپ کا کلمہ بھی الگ ہے۔ اس پر انہوں نے کہا ہمارا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ پھر مجھے بازو سے پکڑ کے کھینچنے لگے کہ اندر آؤ میں تمہیں مسجد پہ لکھا ہوا دکھاتا ہوں۔ خیر کافی دیر کے بعد میں نے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ مَیں تو آپ کو جانتا ہوں بلکہ آپ کا بڑا مدّاح ہوں اور احمدی ہوں اور حلقے کا قائد بھی ہوں، مَیں مذاق کر رہا تھا۔ خیر اس پر بہت ہنسے۔ انہوں نے کہا اگر تم مجھے نہ بتاتے تو مَیں نے تمہیں اٹھا کر لے جانا تھا۔ اور انہوں نے ان کو اٹھا کے لے بھی آنا تھا۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ربوہ میں امیر مقامی رہے۔ تو عطاء المجیب صاحب نے لکھا ہے کہ مجھے بھی یہ یاد ہے کہ خلیفۃ المسیح الثالث چند روز کے لئے ربوہ سے باہر اسلام آباد گئے۔ وہاب صاحب کو امیر مقامی مقرر کیا اور مولانا ابوالعطاء صاحب کو نائب امیر مقرر کیا اور یہ ہمیشہ اس پر آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ بلکہ جب میں گھانا میں تھا تو مجھے بھی انہوں نے کئی دفعہ بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مجھے ایک سبق دینا چاہتے تھے، ایک نصیحت کرنا چاہتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا اپنا انداز تھا اور نصیحت تھی کہ بعض گھانین کی بعض باتیں بعض جگہ سے پہنچ رہی تھیں کہ ہمارا جو گھانین مشنری ہے، قابل ہے، لائق ہے اس کو کیوں ہمارا امیر نہیں بنایا جاتا۔ کیوں ہمارا امیر پاکستانی ہے۔ تو یہ سبق تھا کہ تم اپنے گھانا کی باتیں کر رہے ہو، مَیں تمہیں ربوہ کا امیر مقامی بنا رہا ہوں۔ خود وہاب صاحب اس پر ہمیشہ کہتے تھے کہ مجھے اس سے بڑی نصیحت حاصل ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ پھر انہوں نے وہاں کی جماعت میں خلافت کے لئے ایک بڑا احساس پیدا کیا، ایسا جو اُن کے دلوں میں گڑھ گیا۔

اسی طرح گزشتہ سال جب یہ یہاں تھے تو گھانا کی جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ اس سال جلسہ نہ کیا جائے، ہمارے انتظامات ٹھیک نہیں ہوتے۔ اس پر مَیں نے ذرا تھوڑا سا ناراضگی کا اظہار کیا اور وہاب صاحب کو کہا کہ آپ یہاں آ گئے ہیں اور لوگ اس قسم کی سوچیں سوچنے لگ گئے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ تو بلال صاحب کہتے ہیں کہ یہ اس بات پر بڑے افسردہ تھے۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے لیکن اس دن بڑی گہری سوچ میں رہے اور ان کو فون کیا تو دھیمی آواز میں ہلکی آواز میں کچھ کہتے بھی رہے۔ کہتے ہیں کہ صرف یہ ایک واقعہ ہے جب مَیں نے ان کو سنجیدہ اور فکرمند دیکھا ہے۔

بہرحال ان کی جو یہ بے چینی تھی، جو سوز تھا یہ خلافت سے محبت کا اظہار تھا۔ پھر یہاں سے علاج کے بعد جب گئے ہیں تو تمام عاملہ سے پھر انہوں نے مجھے معافی کا خط لکھوایا کہ ہمارے سے غلطی ہو گئی ہے اور جلسہ انشاء اللہ ہو گا۔ اور پھر جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا اور بڑا کامیاب ہوا اور پھر یہ بھی لکھا کہ اس سال کا جلسہ گزشتہ سالوں کے جلسوں سے زیادہ کامیاب ہوا ہے اور سہولیات بھی بہتر رہی ہیں۔

پس یہ یقیناً خلافت کی اطاعت کی وجہ سے تھا اور جس طرح میرے ہر فیصلے پر ان کا یہی کہنا تھا کہ میں نے تو ماننا ہے اور نبض کی طرح ساتھ چلنا ہے۔

فہیم بھٹی صاحب کہتے ہیں کہ بڑے بے نفس تھے۔ ایک دن میں گیا ہوں تو حالانکہ بیمار تھے پھر بھی سِنک میں برتن دھو رہے تھے۔ میں نے کہا میں دھو دیتا ہوں تو انہوں نے کہا نہیں کوئی ضرورت نہیں۔

خلیفۃ المسیح الثالث کے متعلق ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ وہاب صاحب چھٹی پر پاکستان گئے تو فرمایا تمہاری کوئی چھٹی نہیں اور دیہاتوں میں جا کر کام کرو۔ وہاب صاحب کہتے ہیں کہ دیہاتوں میں جا کر مجھے جو تجربہ ہوا اس سے مجھے بڑا فائدہ ہوا اور پھر مجھے خلیفہ وقت کے فیصلوں کی حکمت نظر آئی۔

ساری ساری رات جو لوگ کام کرنے والے تھے ان کو خود چائے وغیرہ پوچھتے، ان کا خیال رکھتے۔ سلیم الحق صاحب کہتے ہیں کہ جب یہ یہاں تھے تو گزشتہ سال ایک دن سپریم کورٹ گھانا کا کوئی فیصلہ آنا تھا۔ تو فجر کے بعد ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے میرا ٹی وی خراب ہو گیا ہے اور چل نہیں رہا۔ ٹھیک کر دیں کیونکہ میں نے خلیفہ وقت کو اس فیصلے کے بارے میں رپورٹ دینی ہے۔ تو کہتے ہیں مجھے تو پتا نہیں لیکن میرے بچے ٹھیک کر دیں گے۔ خیر بچوں نے ٹھیک کر دیا۔ اس پر بڑے خوش ہوئے پھر ان کو چاکلیٹ بھی دیئے۔ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے یہ ننھے مجاہد ہیں اور یہ بچے جو ہیں یہ جماعت کے روشن مستقبل اور ترقیات کا ذریعہ بنیں گے اور انشاء اللہ غالب بھی آئیں گے۔ اس طرح بچوں کو encourage کیا کرتے تھے۔

ابراہیم اخلف صاحب بھی ان کو ملے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کوئی ملاوٹ نہیں تھی۔ خلافت سے محبت اور عقیدت بہت زیادہ تھی۔ اسی طرح جو کوئی بھی مرکزی نمائندہ جاتا تھا اس کی بڑی عزت و احترام کیا کرتے تھے۔ میں نے اپنا بھی ذکر کیا کہ مَیں وہاں رہا ہوں۔ کچھ دن شروع میں ان کے گھر بھی رہا ہوں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا، پاکستانی کھانوں کا وغیرہ۔ اور صرف میرا نہیں بلکہ ہر پاکستانی جو جاتا تھا اس کا خیال رکھتے تھے۔

ان کی ایک اور خوبی جو نوافل اور تہجد کی تھی میں نے دیکھی ہے۔ ایک دفعہ ہم ایک لمبے سفر کے بعد ٹمالے میں ناردرن ریجن میں تھے وہاں یہ آئے اور بڑی خراب سڑک تھی، بڑا تھکا دینے والا لمبا سفر تھا رات گیارہ بجے پہنچے۔ کھانا وانا کھایا۔ بارہ بجے فارغ ہوئے تو رات کو میری آنکھ کھلی اور باہر دیکھا تو مسجد کے صحن میں صفیں بچھی ہوتی تھیں اور وہاں انتہائی خشوع و خضوع سے نوافل پڑھ رہے تھے شاید رات کا ڈیڑھ بجا تھا۔ پتا نہیں کب سے پڑھ رہے تھے۔ آدھا پونا گھنٹہ شاید سوئے ہوں گے اور پھر نفل شروع کر دیئے۔ تھکاوٹ ہو یا کچھ ہو انہوں نے اپنے نوافل کبھی نہیں چھوڑے۔

ایک دفعہ ٹمالے میں ہی ایک مربی صاحب نے غیر از جماعت لوگوں کے سامنے اور میرے سامنے بڑا غلط رویہ ان کے ساتھ اپنایا۔ یہ تو کچھ نہیں بولے۔ مجھے غصہ آیا مَیں نے بھی ان مربی صاحب کو کچھ برا بھلا کہا۔ اِنہوں نے اردو میں صرف اتنا کہا کہ ان غیر لوگوں کے سامنے تو جماعتی وقار کا کچھ خیال رکھا کرو۔ لیکن خاموش رہے۔ پھر انہوں نے مجھے کہا کہ دیکھو یہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ان کی اس بات کا غیر احمدیوں پر کیا اثر پڑے گا۔ بڑا درد تھا اور صرف فکر تھی کہ جماعتی وقار اثر انداز ہو رہا ہے۔ بہرحال ایسے لوگ پھر وقف میں رہتے بھی نہیں۔ وہ مربی صاحب مرکز واپس گئے اور پھر وقف سے فارغ بھی کر دیئے گئے۔ لیکن اس وقت وہاب صاحب کے صبر کو دیکھ کے مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ حالانکہ امیر تھے کوئی بھی ایکشن لے سکتے تھے۔

جب میں گھانا میں ہی تھا تو کئی مرتبہ بڑے درد سے مجھ سے ذکر کیا کہ بعض مربیان جو ہیں وہ محنت کرتے ہیں اور بہت محنت کرتے ہیں لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو بالکل کام نہیں کرتے اور جواب دے دیتے ہیں کہ اس سے زیادہ کام نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ تبلیغ کے نئے سے نئے راستے کھولنے چاہئیں اور ہمیں پیغام پہنچانا چاہئے اور ان کی یہ بات سو فیصد صحیح تھی کہ بعض صرف یہی سمجھتے ہیں کہ جو طریق جاری ہو گیا ہے بس اس پر چلتے رہو اور لکیر کے فقیر بنے رہو۔ نئے نئے راستے نہ نکالو۔ بہرحال وہاب صاحب کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ ہر جگہ احمدیت کا پیغام پہنچے۔ صحیح اسلام کا پیغام پہنچے اور اس کے لئے خود کوشش بھی کرتے تھے۔ دوسروں سے بھی بڑی توقع رکھتے تھے اور اس کے لئے بے چین رہتے تھے۔ دعائیں کرتے تھے۔ پھر لالچ بھی کوئی نہیں تھی۔ شروع میں جماعت کی طرف سے کارکنوں کو پاکستان میں ربوہ میں سستی قیمت پر کچھ پلاٹ ملا کرتے تھے۔ اب گزشتہ سال انہوں نے یہاں علاج پر جماعت کا جو پیسہ خرچ ہو رہا ہے، شاید اُسے compensate کرنے کے لئے مجھے لکھا کہ وہ پلاٹ جو ہے جس کی لاکھوں روپے میں قیمت تھی وہ مَیں جماعت کو دینا چاہتا ہوں اور جماعت کو دے رہا ہوں۔ تو یہ بھی ہے کہ ان کو اس طرح کوئی دنیاوی لالچ بھی نہیں تھا۔ وہ کم از کم بیس پچیس لاکھ کی جائیداد انہوں نے جماعت کو دی۔

ان کی وفات بھی بڑے سرکاری اعزاز کے ساتھ ہوئی اور صدر مملکت نے وہاں اپنے سٹیٹ ہاؤس میں ان کا جنازہ منگوایا وہیں پڑھوایا حکومتی پروٹوکول پورا دیا۔ جنازہ لے جانے کے لئے حکومت کی جانب سے پولیس اور آرمی اور پیرا ملٹری فورسز کی گاڑیوں نے مکمل اعزاز دیا۔ پھر وہاں پوری کارروائی ہوئی اور سٹیٹ ہاؤس میں مختلف وزراء نے، صدر مملکت کے نمائندے نے جو سپیکر آف پارلیمنٹ تھے اور اسی طرح نائب صدر مملکت نے بھی ان کے بارے میں وہاں خیالات کا اظہار کیا۔ اعزاز کے ساتھ پورا پروٹوکول ان کو دیا گیا۔ اور پھر اسی طرح وہاں کے جو مختلف مذہبی رہنما تھے اور عیسائیوں وغیرہ نے بھی ان کے حق میں بہت کچھ کہا۔ ہمارے مشنری فرید صاحب جو جامعہ احمدیہ گھانا کے پرنسپل ہیں انہوں نے اسلام کا زندگی اور موت کا جو فلسفہ اور نظریہ ہے قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے ساتھ وہ بیان کیا۔ بہرحال ایک پورے اعزاز کے ساتھ ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں سے لے جایا گیا اور مقبرہ موصیان گھانا میں ان کی تدفین ہوئی اور میڈیا پر بھی کافی کوریج ہوئی۔ گھانا ٹیلی ویژن نے پوری کوریج دی اور سٹریمنگ (streaming) پر دنیا میں بھی دکھائی گئی۔

ان کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ مریم وہاب صاحبہ اور چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور خلافت اور جماعت سے ویسا ہی پختہ تعلق رکھیں جیسا ان کا اپنا تھا اور یہ اپنے بچوں اور بیوی کے لئے چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ صبر اور حوصلہ بھی ان کو عطا فرمائے اور وہاب صاحب کے درجات بلند فرمائے اور اپنے پیاروں کے قرب میں ان کو جگہ عطا فرمائے۔ نماز کے بعد انشاء اللہ ان کا جنازہ غائب بھی پڑھوں گا۔

❀❀❀

# حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2014ء

۞ جس طرح جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے جلسے کی حاضری بھی بڑھنی چاہئے اور اس کی خاطر تکلیف اٹھا کر بھی لوگوں کو آنا چاہئے۔ ۞ ہر شخص جو جلسہ میں شامل ہوتا ہے اس نیت سے شامل ہونے کیلئے آئے کہ تھوڑی بہت مشکلات تکلیفیں اگر برداشت بھی کرنی پڑیں تو کر لیں گے اور کوئی بے صبری کا کلمہ منہ سے نہیں نکالیں گے کہ ہم سے یہ سلوک ہوا اور وہ سلوک ہوا ۞ ڈیوٹی دینے والے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جن میں کمی ہے انہیں میں دوبارہ یاددہانی کروا دیتا ہوں کہ صبر سے اور برداشت سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے اپنے فرائض ادا کریں ۞ شاملین جلسہ سے بھی میں کہوں گا کہ یہاں جلسہ پر آنا صرف اس مقصد کیلئے ہونا چاہئے کہ آپ نے دین سیکھنا ہے اور اس ماحول میں اپنی روحانی ترقی کے سامان کرنے ہیں اور پھر اس روحانی ترقی میں اپنی نسلوں کو بھی شامل کرنا ہے۔

**(13 جون 2014 - جلسہ سالانہ جرمنی کے پہلے روز خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شاملین جلسہ کو زرّیں نصائح)**

۞ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا ہے کہ عورت گھر کی نگران ہے، بچوں کی تربیت کی ذمہ داری عورت پر ہے اور وہ پوچھی جائے گی۔ یونہی تو اللہ تعالیٰ نے ماں کو جو حق ہے وہ باپ کے حق سے تین درجے زیادہ نہیں دیا ہوا۔ عورتوں کے قدموں کے نیچے جنت ملنے کی ضمانت صرف ماں بننے سے تو نہیں مل جائے گی بلکہ ان سب باتوں کے کچھ لوازمات ہیں، کچھ خصوصیات ہیں، کچھ فرائض ہیں جو ماؤں کے ذمہ ہیں جن کی ادائیگی کے بعد ماں یہ سب مقام حاصل کرتی ہے۔ ۞ وہ نوجوان بچیاں جو بلوغت کی عمر کو پہنچ رہی ہیں اور جن کی عقل اور سوچ پختہ ہو گئی ہے۔ انہوں نے انشاء اللہ تعالیٰ مائیں بھی بننا ہے ان کو بھی ابھی سے سوچنا چاہئے کہ ان کا مقام کیا ہے اور ان پر کس قسم کی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ جہاں انہیں نیک نصیب ہونے اور اچھے خاوند ملنے کیلئے دعائیں کرنی چاہئیں وہاں انہیں ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کیلئے بھی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے جو مستقبل میں ان پر پڑنے والی ہیں

**(14 جون 2014 - جلسہ سالانہ جرمنی کے دوسرے روز لجنہ سے خطاب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی احمدی عورتوں اور بچیوں کو زرّیں نصائح)**

۞ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے جو ہم نے اسلام کی سچی تعلیمات سیکھی ہیں وہ تو یہ ہیں کہ کبھی بھی ظلم نہ کرو اور ہمیشہ بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرو۔ اسلام مسلمانوں کو سکھاتا ہے کہ تمام لوگوں اور تمام قوموں کو ہر قسم کی غلامی سے آزاد کر دو۔ خواہ یہ غلامی جسمانی ہو، معاشی ہو یا سماجی۔ اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ تمام لوگ برابر ہیں اور کسی کے رنگ و نسل اس کی بڑائی یا مرتبہ کا تعین نہیں کرتے بلکہ یہ قومیتیں اور نسلی امتیاز صرف شناخت کیلئے ہیں، اس سے زیادہ کچھ نہیں ۞ نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر کسی قسم کی فوقیت حاصل ہے۔ جو چیز خدا تعالیٰ کو پسند ہے وہ راستبازی ہے۔ ۞ اسلام مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ معاشرے میں ہر جانب، ہر طبقہ اور سطح پر باہمی محبت اور پیار پھیلایا جائے، خاص طور پر ایسے افراد تک جو معاشرے کا سب سے کمزور اور نادار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، جیسا کہ یتامی۔ ۞ آج خلافت کا نظام، جو کہ ایک روحانی خلافت ہے احمدیہ مسلم جماعت کی رہنمائی کرتا ہے اور اسلام کی سچی تعلیمات کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ احمدیہ جماعت کا خلیفہ خدا تعالیٰ کے حقوق اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی بنیادی اسلامی تعلیمات سے ہرگز ہٹ نہیں سکتا۔ آج نظامِ خلافت ہر ممکن ذریعہ سے امن قائم کرنے اور تمام دنیا میں پیار اور محبت قائم کرنے کی خاطر کوشش کر رہا ہے۔

**(جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا غیر احمدی جرمن مہمانوں سے بصیرت افروز خطاب)**

۞ حضور نے بتایا کہ کس طرح مختلف مذہب وملت کے لوگ اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اس بات کی میں قدر کرتا ہوں اور حضور کے اندازِ بیان سے متاثر ہوا ہوں ۞ میں حضور کے خطاب سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں۔ آپ نے وہ باتیں کہی ہیں جو Pope نے بھی کبھی نہیں کہہ سکتی تھیں۔ آج مجھے اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم کا علم ہوا ہے۔ حضور کی شخصیت میں ایک روحانی تاثیر ہے۔ یہاں ایک پر امن ماحول ہے۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ اتنے زیادہ لوگ اتنے پیار سے اور مہذبانہ طریق پر اکٹھے رہ رہے ہیں۔ ۞ حضور کے خطاب نے مجھے انتہائی متاثر کیا ہے۔ یہ ایک بڑی حیران کر دینے والی بات ہے کہ اتنا بڑا مجمع کتنے امن اور سکون کے ساتھ رہ رہا ہے۔ کوئی بھی کسی قسم کا مسئلہ نہیں کھڑا کر رہا۔ اگر اتنا مجمع جرمن لوگوں کا ہوتا تو کچھ لوگ ان میں ضرور ہوتے جو ماحول کو خراب کرتے۔ ۞ خلیفہ نے بھی جو باتیں کیں وہ سب درست ہیں۔ اسلام کی اصل تعلیم کے بارہ میں جو بھی بتایا وہ ہر انسان جو عقل اور فہم رکھتا ہو سمجھ سکتا ہے۔ خلیفہ نے اسلام کی جو تصویر دکھائی وہ ایک مثالی اور ideal معاشرے کی ہے۔ ۞ خلیفہ صاحب ایک پر امن اور محبت سے بھری ہوئی شخصیت ہیں۔ ان کے خطاب سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوا۔ جماعت کا پہلے سے کچھ تعارف تو تھا لیکن خلیفہ کی تقریر سننے کے بعد بہت سی نئی باتوں کا علم ہوا۔ خلیفہ صاحب نے واقعی اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کی ہے۔ ۞ آج خلیفۃ المسیح نے اپنے ایڈریس میں جو اسلام کی تعلیم بتائی وہ بہت پر امن اور پیار والی ہے۔ خلیفہ صاحب کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ان کی ہر بات اور ہر لفظ سچا ہے۔ ۞ ایک جرمن مہمان نے کہا کہ یوں لگتا تھا کہ یہ خلیفہ کا خطاب میں نے لکھا ہے کیونکہ اس کا ہر لفظ میرے دل کی آواز تھی۔ **(حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب سن کر جرمن مہمانوں کے تاثرات)**

## 13 جون 2014ء بروز جمعۃ المبارک

### جلسہ سالانہ جرمنی کا پہلا دن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر 20 منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور سرانجام دیئے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کے 39 ویں جلسہ سالانہ کا پہلا روز تھا۔

دوپہر ایک بجکر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور پرچم کشائی کی تقریب کیلئے جلسہ گاہ کے چاروں ہالوں کے درمیان ایک کھلے لان میں تشریف لے گئے۔ جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لوائے احمدیت لہرایا۔ جبکہ امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔ لوائے احمدیت لہرانے کے دوران احباب جماعت ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم کی دعا پڑھتے رہے۔

### خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ تشریف لائے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کے ساتھ اس جلسہ کا افتتاح ہوا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی کا جلسہ سالانہ اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسے کی حاضری میں ہر سال اضافہ ہوتا ہے۔ امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس سال بھی ہوگا اور ہونا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی بار بار جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ تمام احمدیوں کو اس جلسہ میں شامل ہونا چاہئے۔ پس جس طرح جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے جلسے کی حاضری بھی بڑھنی چاہئے۔ اور اس کی خاطر تکلیف اٹھا کر بھی لوگوں کو آنا چاہئے۔ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جلسے کے موقعے عطا فرمائے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں جلسے پر پابندی ہے تو وہاں کے احمدی بے چین ہو جاتے ہیں کہ کاش یہ پابندیاں ختم ہوں تو ہم بھی جلسے منعقد کریں اور جلسے کے ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے بیان فرمائے ہیں۔ ہم بھی ان دعاؤں کے حاصل کرنے والے بنیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے میں شامل ہونے والوں کیلئے کیں۔ یہاں بعض مہمان بھی پاکستان سے آئے ہوئے ہیں جو مجھے ملے ہیں۔ عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں۔ روتے ہوئے بعض کی ہچکی بندھ جاتی ہے کہ ہم ان نعمتوں سے محروم ہیں۔ یہ دعا کریں کہ ہمیں بھی یہ نعمتیں ملیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

تو بہر حال جیسا کہ ہمیشہ کہتا ہوں کہ پاکستان کے احمدیوں کو اگر جلد ان مشکلات سے نکلنا ہے تو پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جلد فضل کے سامان پیدا فرمائے۔ ظالموں کے ظلم اور دشمنوں کی مخالفتوں سے ہمیں نجات دے۔ یہ سب کچھ دعاؤں سے ہونا ہے۔ اس کے علاوہ یہ چیز حاصل کرنے کا اور کوئی ہتھیار نہیں۔ بہر حال میں آپ لوگوں سے جو یہاں رہنے والے ہیں یہ کہہ رہا تھا کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے یہ سامان پیدا فرمائے کہ جلسے منعقد کرتے ہیں۔ ہر طرح کے اجتماعات کرتے ہیں ہر سطح پر اجلاسات منعقد کرتے ہیں۔ پس اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں اور شکر گزاری یہ ہے کہ جلسے کے پروگراموں سے بھر پور فائدہ اٹھائیں۔ جلسہ کے دنوں میں بھی اور پھر بعد میں بھی جو نیک باتیں یہاں دیکھیں اور سنیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کا مقصد صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرنا اور فقط دین کو چاہنا بتایا ہے۔ یعنی ہر شخص جو جلسہ میں شامل ہوتا ہے اس نیت سے شامل ہونے کیلئے آئے کہ تھوڑی بہت مشکلات تکلیفیں اگر برداشت بھی کرنی پڑیں تو کرلیں گے اور کوئی بے صبری کا کلمہ منہ سے نہیں نکالیں گے کہ ہم سے یہ سلوک ہوا اور وہ سلوک ہوا۔ اول تو عموماً یہاں ڈیوٹی دینے والے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جن میں کمی ہے انہیں میں دوبارہ یاددہانی کروادیتا ہوں کہ صبر سے اور برداشت سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے اپنے فرائض ادا کریں اور ساتھ ہی شاملین جلسہ سے بھی میں کہوں گا کہ یہاں جلسہ پر آنا صرف اس مقصد کیلئے ہونا چاہئے کہ آپ نے دین سیکھنا ہے اور اس ماحول میں اپنی روحانی ترقی کے سامان کرنے ہیں اور پھر اس روحانی ترقی میں اپنی نسلوں کو بھی شامل کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درد کو ہمیشہ محسوس کرتے رہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

’’میں بار بار کہتا ہوں کہ آنکھوں کو پاک کرو اور ان کو روحانیت کے نور سے ایسا ہی روشن کرو جیسا کہ وہ ظاہری طور پر روشن ہیں۔‘‘ فرمایا: ’’انسان اس وقت سوجا کھا کہلا سکتا ہے جب کہ باطنی رؤیت یعنی نیک و بد کی شناخت کا اس کو حصہ ملے اور پھر نیکی کی طرف جھک جائے۔ فرمایا: ’’نجات انہی کو ہے کہ جو دنیا کے جذبات سے بیزار اور بری اور صاف دل تھے۔‘‘ فرمایا کہ ’’جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے۔ جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتی ہے۔ ایسا ہی جسمانی رکوع و سجود بھی ہیچ ہے جب تک دل کا رکوع و سجود و قیام نہ ہو۔‘‘ فرمایا کہ ’’دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ کہ اس کیلئے اپنے وجود سے دست بردار ہو۔‘‘

پھر آپ نے یہ بھی دعا دی کہ ’’خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے۔‘‘

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 397-398)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ دلی جذبات ہیں یہ درد ہے یہ دعائیں ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہماری عملی اصلاح کیلئے اور ان جلسوں کا مقصد بھی یہی عملی اصلاح ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ موقع عطا فرمایا ہے کہ ان تین دنوں میں اپنی عملی اصلاح کے جائزے بھی لیتے رہیں اور اس طرف توجہ بھی دیں۔ یہ معیار ہمارے اس وقت قائم ہوں گے جب ہم ایک فکر کے ساتھ اس کی کوشش کریں گے۔ آپ علیہ السلام کا ایک ایک فقرہ اور ایک ایک لفظ درد انگیز اور ہمیں ہلا دینے والا ہے۔

فرمایا اپنی روحانی آنکھوں کو اس طرح روشن کرو جس طرح تمہاری یہ مادی آنکھیں روشن ہیں۔ ہماری آنکھوں کو ذرا سی تکلیف پہنچے ہمیں بے چین کر دیتی ہے۔ فوراً ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ آنکھوں کی ذرا سی دھندلاہٹ ہمیں پریشان کرتی ہے۔ اس کے لئے ہم کتنا تردد کرتے ہیں۔ ہر ایسی چیز سے اپنی آنکھوں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں جو ہماری نظر پر اثر ڈالنے والی ہو۔ برا اثر ڈالنے والی ہو۔ کیا یہی کوشش ہم اپنی روحانی آنکھ کی روشنی اور اس کو صحت مند رکھنے کیلئے کرتے ہیں؟ ان تین دنوں میں اگر ہم توجہ بھی دے رہے ہوں تو باہر جا کر ہم پھر اس کے بعد ہم ایسے کاموں میں ملوث ہوجاتے ہیں جو ہماری روحانیت پر منفی اثر ڈالتی ہے۔ پس روحانی آنکھ کی روشنی چند دنوں کی بات نہیں بلکہ یہ تین دن تو اس روشنی کے قائم رکھنے کیلئے علاج کے طور پر ہیں۔ اگر اس علاج کے بعد پھر بے احتیاطی ہوگی تو روحانی آنکھ کی روشنی متاثر ہوگی۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ حقیقی سوجا کھا وہی ہے جو نیک و بد میں پہچان کرنے والا ہو اور پھر جب پہچان ہوجاوے تو نیکی کی طرف جھک جاوے۔ پھر وہ نیکیاں سرزد ہوں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور ان نیکیوں میں جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت ہے وہاں خدا تعالیٰ کی مخلوق کا حق بھی ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

پس جلسہ پر آنے والے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ان دنوں میں اپنے جائزے لیں دیکھیں کہ کس حد تک ہم وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے ہیں۔ جلسہ کے دنوں میں یہ ماحول اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی کے عملی اظہار ہو سکتے ہیں اور پھر ان عملی اظہاروں کو زندگی کا مستقل حصہ بنانے کی کوشش ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مہینہ کے آخر میں رمضان کا مہینہ بھی شروع ہو رہا ہے جو عملی تربیت کا مہینہ ہے۔ اگر ان دنوں کی برکتوں کو رمضان المبارک کی عظیم برکتوں سے جوڑنے کی کوشش کریں تو ایک روحانی انقلاب ہم میں پیدا ہوسکتا ہے۔ اور اگر اس نیت سے جلسے پر نہیں آئے یا یہ دن کوئی تبدیلی پیدا کرنے والے نہ بن سکے یا ان کیلئے کوشش نہ کی تو اس جلسے پر آنا نہ آنا ایک جیسا ہے بلکہ بعض دفعہ نقصان کا باعث بھی بن جاتا ہے۔ ایک مجمع ٹھوکر کا باعث بھی بن جاتا ہے۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن اخبار بدر 17 جولائی 2014ء میں شائع ہوچکا ہے۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ دوپہر تین بجکر پانچ منٹ تک جاری رہا۔

۞ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ساتھ نمازِ عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر لائیو نشر ہوا۔ اور مقامی طور پر درج ذیل گیارہ زبانوں میں اس کا رواں ترجمہ ہوا۔

انگریزی، عربی، فرنچ، بنگلہ، جرمن، فارسی، ترکی، بلغارین، بوزنین، البانین، اور رشین۔

علاوہ ازیں عربی، فرنچ اور بنگلہ کے تراجم یہاں سے براہ راست ایم ٹی اے پر لائیو نشر ہوئے۔

علاوہ ازیں ریڈیو پر بھی جلسہ کی کاروائی اردو اور جرمن زبان میں نشر ہوتی رہی۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانوں اور وفود کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

## بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانوں کی حضور انور سے ملاقات

سب سے پہلے ملک بلغاریہ سے آنے والے ایک وکیل Ivan Gruikin صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔ بلغاریہ میں جماعت کی رجسٹریشن کا معاملہ اس وقت یورپین کورٹ میں ہے اور موصوف جماعت کی طرف سے اس کیس کی پیروی کر رہے ہیں۔

موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ یہاں جلسہ میں آکر بے حد خوش ہوئے ہیں اور یہاں انہوں نے آپس میں بھائی چارہ اور محبت واخوت کا مظاہرہ دیکھا ہے۔ کہنے لگے کہ میں نے ہر ایک چہرے کو مسکراتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضور انور کا خطبہ جمعہ بھی سنا ہے اور بہت متاثر ہوا ہوں۔

بلغاریہ کے موجودہ حالات کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موصوف سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔ موصوف نے بتایا کہ بلغاریہ میں اگرچہ مسلمانوں کی تعداد دس بارہ فیصد ہے لیکن چونکہ حکومت Coalition سے بنی ہوئی ہے اس لئے جو مفتی وغیرہ ہیں ان کا زور ہے۔ موصوف نے عرض کیا کہ جماعت کی رجسٹریشن کے حوالے سے میں امید افزا ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا قانونی کاروائی جہاں تک ہوسکا ہم کریں گے اور آخر تک جائیں گے۔ حضور انور نے وکیل کا شکریہ ادا کیا۔

یہ ملاقات آٹھ بجکر پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر موصوف نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

۞ بعد ازاں کروشیا اور اسٹونیا Estonia کے ممالک سے آنے والے وفود نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

۞ کروشیا سے امسال چار افراد پر مشتمل وفد آیا تھا ان میں سے ایک صاحب شعبہ زراعت سے منسلک ہیں اور اپنے علاقہ میں سوشل ویلفئر کیلئے کمیونٹی لیڈر ہیں جبکہ باقی تینوں خواتین یونیورسٹی میں قانون اور پبلک ریلیشنز کی انگریزی زبان میں ماسٹرز کی ڈگری کر رہی ہیں۔

ملاقات کے دوران ان طلباء نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوالات کئے اور یہ سوال وجواب کا سلسلہ آدھ گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک چلتا رہا۔ سوالات اسلام کے بارہ میں تعصب، سوشل میڈیا کا رویہ اور مذہب سے دوری کا سبب، اسلام میں عورت کا مقام اور عورت کے حقوق پر مبنی تھے۔

۞ ایک خاتون طالبہ نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ کروشیا میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے اور اسلام کی طرف توجہ بھی بہت کم ہے؟

**اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اس کی ایک بڑی وجہ انتہاء پسندی ہے اور اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات کو بھلا دینا ہے اور مسلمانوں کی یہ حالت ہونا کوئی نئی چیز نہیں ہے کیونکہ اس زمانہ کے متعلق آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی اور ایسا ہونا ہی تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جب اسلام کا نام لینے والے، اسلام کی تعلیمات کو بھلا دیں گے اور مسلمان نام کا رہ جائے گا۔ مسجدیں آباد تو ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ یعنی تمام خرابیوں کا سرچشمہ ہوں گے۔ تب ایک ریفارمر، ایک مصلح آئے گا جو سب کو اکٹھا کرے گا، سب مذاہب کو ایک ہاتھ پر جمع کرے گا اور اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم کا پیغام پھیلائے گا۔ سب کو اخوت اور محبت میں پروئے گا۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ آپ مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام بن کر آئے۔ 1889ء میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔

جب آپ نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو سب نے جھٹلایا اور ہم نے قبول کیا۔ آج ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا ہے کہ اسلام کا صحیح پیغام دنیا میں پھیلائیں۔ اس وجہ سے آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارا عمل دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہے۔ جو دوسرے مسلمان ہیں ان کے اعمال آپ کے سامنے ہیں۔ مسلمان ممالک میں ان کا جو کردار ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ مسلمان ملکوں کے حکام، لیڈرز اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیمات پر عمل نہیں کر رہے۔ اسلام کی تعلیم کے مطابق نہیں چل رہے۔ جس کی وجہ سے یہ سب ممالک پریشانیوں اور مصائب کا شکار ہیں۔ دوسری طرف جماعت احمدیہ روزانہ بڑھ رہی ہے۔ ترقی کر رہی ہے۔ ہر سال لاکھوں لوگ مسلمانوں میں سے اور دوسرے مذاہب سے احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اور ہم مسلسل بڑھ

قربانی، صدقہ، شادی اور ولیمہ کیلئے بکرے و مرغے کا حلال گوشت دستیاب ہے
SINDHI BROTHERS
& MEAT SHOP
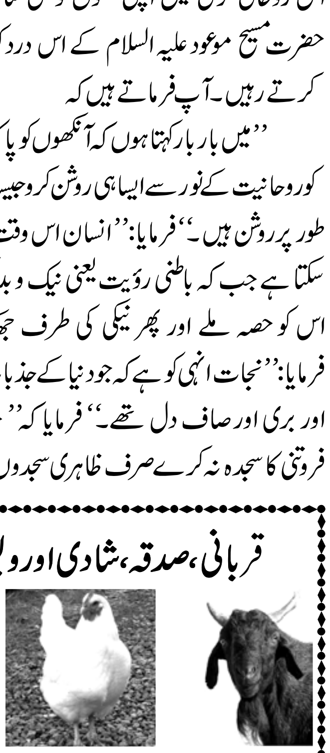
Prop. Tariq
Ahmadiyya Mohalla Qadian
Mob. 9780601509, 9888266901, 9988748328

رہے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ**

مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ایک دن ہم سب کی غلط فہمیاں دور کردیں گے اور لوگ اسلام کو قبول کرلیں گے۔

۞ ایک خاتون نے سوال کیا کہ کیا مسیح علیہ السلام نے آکر مسلمانوں کے دل بدل دئے ہیں؟

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ**

بالکل ایسے ہی ہے۔ جب آپ نے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ اکیلے تھے۔ جب فوت ہوئے تو قریباً نصف ملین لوگ آپ کے ماننے والے تھے اور 99.9 فیصد مسلمانوں میں سے آئے تھے۔ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے دل، عمل اور کردار بدل دیئے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا**

ہماری مغربی افریقہ میں ایک بڑی کمیونٹی ہے۔ مشرقی افریقہ میں ہماری جماعت ہے۔ نارتھ امریکہ، ساؤتھ امریکہ، یورپ فار ایسٹ ممالک، انڈونیشیا، پاکستان، انڈیا میں ہماری کمیونٹی کی تعداد بہت بڑی ہے۔ ساری دنیا میں پھیلی ہوئی اس کمیونٹی کا اخلاق، کردار اور عمل ایک جیسا ہی ہے۔ پس احمدیہ کمیونٹی ہی ہے جو اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل پیرا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا قرآن کریم سب کیلئے ہے۔ اب یہ ایک ہی کتاب ہے لیکن اس کے ماننے والوں کے عمل میں فرق ہے۔ ملاؤں نے اس کی تعلیمات کو بگاڑ دیا ہے جبکہ ہم احمدی اس کی اصل اور حقیقی تعلیمات پر عمل کررہے ہیں۔

۞ ایک مہمان نے سوال کیا کہ آج کل کے نوجوان کسی بھی مذہب کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔

**اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ آپ احمدی نوجوانوں میں ایسا نہیں دیکھیں گے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لوگ مذہب کے بارہ میں بددل ہوگئے ہیں اور خدا کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بہت سے لوگ خدا کے وجود اور مذہب کی ضرورت کے قائل بھی ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ**

دوسرا یہ کہ سعید فطرت لوگ جب احمدیوں کے عمل دیکھتے ہیں اور اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم دیکھتے ہیں تو ان باتوں کا ان پر اثر ہوتا ہے اور اس طرح بہت سے نوجوان بڑی تعداد میں ہمارے ساتھ شامل ہورہے ہیں۔

۞ مذہب اور سائنس میں تضادات کے بارہ میں پوچھے گئے ایک سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:

سائنس اور قرآن کریم میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ Big Bang کی تھیوری ٹھیک ہے۔ بلیک ہول موجود ہے۔ قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح ہماری زمین، ہماری کائنات وجود میں آئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاکٹر عبد السلام صاحب کا ذکر فرمایا کہ آپ کہا کرتے تھے کہ قرآن میں سات سو آیات ہیں جن کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ سائنس سے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیوزی لینڈ کے کلیمنٹ ریگ (Clement Wragge) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخر سال مئی 1908ء میں لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کی تھی اور آپ علیہ السلام سے سائنس اور قرآن کریم کے حوالہ سے مختلف سوالات کئے تھے کہ کیا ان میں تضاد موجود ہے؟ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے سوالات کے جوابات عطا فرمائے تھے کہ دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ چنانچہ کلیمنٹ ریگ صاحب پوری طرح مطمئن ہوئے اور پھر انہوں نے احمدیت بھی قبول کی۔

۞ مردوں اور عورتوں کے حقوق اور برابری کے حوالہ سے ہونے والے سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ قرآن کریم ہیومن رائٹس قائم کرتا ہے۔ وراثت کا حق دیتا ہے۔ اسلام نے تو اپنے آغاز سے ہی یعنی 14 سو سال سے ہی یہ وراثت کا حق دیا ہوا ہے اور اس طرح طلاق کا حق علیحدگی کا حق دیا ہوا ہے۔ لیکن یورپ نے چند سو سال قبل طلاق کا حق دیا ہے۔

اسلام مرد اور عورت کو روزمرہ کے حقوق برابر دیتا ہے۔ اب دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ اب بتائیں کہ دنیا میں کتنے ممالک ہیں جہاں عورتیں صدر یا وزیر اعظم ہیں؟ اس کا مطلب ہے کہ آپ عورتوں کو ان کا حق نہیں دے رہے۔ برابری کا حق نہیں دے رہے۔ جبکہ اسلام مرد اور عورتوں دونوں کو ان کے حقوق دیتا ہے اور دونوں کے فرائض بتاتا ہے۔

خواتین تعلیم بھی حاصل کرتی ہیں اور باہر کام بھی کرسکتی ہیں لیکن اگر مرد اچھا کمانے والا ہو تو عورت کی سب سے بہتر ذمہ داری یہ ہے کہ وہ گھر سنبھالے اور بچوں کو سنبھالے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہیں۔ کیونکہ عورت بچوں کی تربیت کرتی ہے اور سوسائٹی کیلئے مفید وجود بناتی ہے جو حکومت کی اور قوم کی ترقی کا موجب بنتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی بہترین تربیت کرے تو وہ جنت میں جائے گا۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ**

ہم جو مانتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ جو مانتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ**

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ نے عورتوں کیلئے ایک الگ آرگنائزیشن بنائی کہ اگر مرد اپنے دینی فرائض اور ذمہ داری ادا نہ کریں تو پھر عورتیں یہ کام کریں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ عورتیں مردوں سے زیادہ ترقی کریں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ**

اگر ایک درخت کے بالکل ساتھ ہی چھوٹا پودا لگائیں تو اس کی Groth نہیں ہوتی۔ لیکن اگر وہی درخت کھلی جگہ پر لگایا جائے تو وہ بہت پھلتا پھولتا ہے۔ بالکل اسی طرح خواتین کی بھی علیحدہ آرگنائزیشن بنائی گئی تا کہ وہ ترقی کریں۔

طالبات نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ ان کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات کا حضور انور نے بہت ہی پیارے انداز میں بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا اور ان کی پوری طرح تسلی ہوگئی۔

ملاقات کے بعد وفد کے شرکاء نے بار بار اظہارِ مسرت کیا کہ حضور انور نے باوجود اتنی مصروفیت کے انہیں شرفِ ملاقات بخشا اور ان کی طرف سے اٹھائے گئے تمام نکات کا بڑے ہی مدبرانہ انداز میں جواب دیا۔

وفد کے افراد نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ ملاقات میں حضور انور کے طریق استدلال اور تمام نکات کو باریک بینی اور مثالوں کے ساتھ سمجھانے کے انداز نے ہمیں بہت متاثر کیا ہے۔

۞ شعبہ زراعت سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نے کہا کہ یہ میرے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ میں نے خلیفۃ المسیح سے ملاقات کی۔ ملاقات سے قبل ہمیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ خلیفہ کا مقام جماعت احمدیہ میں کیا ہے۔ جلسہ میں شامل ہوکر اور احمدیوں سے مل کر اور خلیفہ کی تقاریر سن کر اندازہ ہوا اور آپ کے بلند مقام کا ادراک حاصل ہوا۔ جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے تو کچھ ڈر تھا لیکن وہ ڈر جلد ہی محبت اور عزت میں تبدیل ہوگیا۔ خلیفہ کے الفاظ سے ہم سب نے اپنے سینوں میں ایک طرح کی حرارت محسوس کی۔ اب ہم اسلام کو ایک اور طرح سے دیکھ رہے ہیں۔ اسلام کے بارہ میں ہمارا نظریہ بالکل بدل گیا ہے۔

۞ ایک خاتون طالبہ StaskaBaric نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ حضور انور سے ملاقات میرے لئے ایک بہت نادر موقع تھا اور مجھے یہ سعادت ملی کہ میں نے اور میرے دوستوں نے ذاتی طور پر حضور انور سے ملاقات اور بات چیت کی۔ میری رائے میں حضور انور کا انداز بہت دوستانہ ہے اور وہ بہت کھلے دل کے مالک ہیں۔ حضور کی کوشش ہوتی ہے کہ ملاقات کے لئے آنے والے ہر فرد کو بہتر انداز میں جان سکیں۔ ملاقات کا ماحول بہت خوشگوار تھا اور ایک خاص قسم کی روحانیت تھی۔

حضور انور کی شفقت نے ہمیں ہمت دی کہ ہم حضور انور سے بعض سوال کرسکیں جو ہمارے ذہنوں میں تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ بعض نام نہاد مسلمانوں کی وجہ سے دنیا بھر میں مسلمانوں کو جن تعصّبات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جماعت احمدیہ ان تعصّبات کا مقابلہ کیسے کرتی ہے؟ مسلمانوں میں کتنے افراد احمدیت قبول کرتے ہیں؟ قرآن کریم کے مطابق عورت کا کیا مقام ہے؟ اور یہ کہ نوجوان نسل کیوں مذہب سے دور ہورہی ہے؟

جس طرح حضور انور ہم سے باتیں کررہے تھے، ہم بہت متاثر ہوئے۔ حضور نے ہمارے تمام سوالات کے بڑے تفصیلی جواب دیئے اور اپنی مسکراہٹ سے ہمیں مزید حوصلہ دیتے رہے اور پوچھتے رہے اگر ہم مزید کچھ جاننا چاہتے ہیں۔ بلکہ مزید یہ بھی پوچھا کہ کیا ہم حضور کے جوابات سے مطمئن ہیں۔ اس پر ہم نے کہا کہ ہم حضور کے تمام جوابات سے بالکل مطمئن ہیں اور ہماری تسلی ہوگئی ہے۔

میں پھر یہی کہنا چاہتی ہوں کہ ایسے شفیق انسان سے ملاقات کی سعادت حاصل کرکے میں بہت خوش ہوں۔ میں یہ احساسات اپنے ساتھ کروشیا لے جاؤں گی اور ایک لمبا عرصہ ان لمحات کو یاد کرتی رہوں گی۔

۞ ملک سلووینیا سے دو فیملیز سمیت 10 افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سب کا تعارف حاصل کیا اور ان سے جلسہ کے بارہ میں دریافت فرمایا:

اس وفد میں ایک دوست Zmago Pavlicic (زماگو پاؤلیچ) تھے جو بطور ترجمان کے کام کرتے ہیں اور کچھ عرصہ سے جماعتی لٹریچر کو سلووینین زبان میں ترجمہ کرنے میں مدد کررہے ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ جلسہ میں شامل ہونے سے پہلے ان کا جماعت کے متعلق تعارف صرف پڑھنے تک محدود تھا لیکن جلسہ میں شامل ہوکر اور جلسہ کا ماحول دیکھ کر اب یقین ہوگیا ہے کہ جو بھی انہوں نے جماعت کے بارہ میں پڑھا تھا وہ سب حقیقت پر مشتمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ جلسہ میں آنے سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور قول ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'' پڑھا تھا لیکن جلسہ میں مختلف لوگوں سے ملکر اور جلسہ کا ماحول دیکھ کر اب اس قول کو انہوں نے حقیقت میں بھی دیکھ لیا کہ جماعت کے سب افراد اس قول پر عمل کرنے والے ہیں۔

حضور انور سے ملاقات ختم ہونے کے بعد انہوں نے بتایا کہ ملاقات میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہر عنوان پر بات کرنے کیلئے تیار تھے۔ جماعت کے خلیفہ کو اتنے سوال پوچھے جارہے تھے اور آپ سب کے جواب خوشی سے دیتے چلے جارہے تھے۔

۞ اسی طرح ایک دوست Janko Ivan Bercic (ینکو ایون برچچ) صاحب تھے۔ موصوف آئی ٹی اور Designing کا کام کرتے ہیں اور آج کل سلووینین فلائرز اور ویب سائٹ کی Designing میں مدد کرتے ہیں۔

انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جلسہ کا انتظام دیکھ کر اور مختلف لوگوں سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ کبھی اپنی زندگی میں نہیں دیکھا کہ ایک ہی آرگنائزیشن کے سارے افراد اتنے اچھے اور اتنی محبت کرنے والے ہیں۔ سب لوگ اچھے اخلاق اور نرمی سے پیش آنے والے تھے۔

**حضور انور سے ملنے کے بعد انہوں نے کہا کہ** یہ ایک ایسا موقعہ تھا اور ایک ایسی ملاقات تھی جو میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ یہ زندگی کے ایسے لمحات ہوتے ہیں جو کبھی دوبارہ نہیں آئیں گے۔

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian
کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

✡ ایک دوست Parassat Kenzhegaliyev اسد صاحب اپنی اہلیہ اور تین بچوں کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔ اس فیملی کا تعلق قرغیزستان سے ہے اور 8 سال سے سلووینیا میں رہ رہے ہیں۔ اسد صاحب نے چند سال ترکی میں اسلامی مدرسہ میں بھی تعلیم حاصل کی ہے۔ انہیں جماعت کے متعلق کچھ غلط معلومات بھی تھیں جواب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ میں شامل ہونے کے بعد دور ہوگئی ہیں۔

موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہاں جلسہ کا انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ یہاں سب کچھ اچھا تھا۔ میں نے ہر جگہ آپس میں پیار اور محبت ہی دیکھا ہے۔ اتنی بڑی تعداد یہاں ہے اور کسی قسم کی کوئی پرابلم نہیں ہے۔ کوئی disturbance نہیں ہے۔

کروشیا اور سلووینیا کے وفد کی ملاقات آٹھ بجکر پچاس منٹ تک جاری رہی۔ اس کے بعد دونوں وفود کے ممبران نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ملاقات کے آخر میں طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے جبکہ بچوں کو ازراہ شفقت چاکلیٹس عطا فرمائیں۔

## ہنگری سے آنے والے وفد کے ساتھ ملاقات

اس کے بعد ہنگری سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ہنگری سے 15 افراد پر مشتمل وفد آیا تھا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وفد کے ممبران سے باری باری تعارف حاصل کیا۔

✡ ہنگری سے ایک مہمان Mr. Konkoly Gyorgy تشریف لائے تھے جو کہ ایک پیشہ ور فوٹو گرافر ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ وہ جلسہ کا سارا فنکشن Cover کررہے ہیں اور تصاویر لے رہے ہیں۔ وہ مختلف ایمبیسیز کے مختلف فنکشنز Cover کرتے ہیں۔ حضور انور کے ساتھ ملاقات کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ یہ ملاقات بہت پراثر تھی۔ میں نے حضور کی شخصیت میں ایک روحانی طاقت کو محسوس کیا۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ میری حضور انور کے ساتھ ملاقات بھی ہوگی۔

✡ ہنگری کے وفد میں ایک اور مہمان Dr. Gabar Tamas تھے جو کہ عیسائی پادری ہیں۔ ان کو پہلی دفعہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کا موقع ملا۔

موصوف نے کہا کہ جلسہ سالانہ کا انتظام بہت اچھا تھا۔ پرامن اور پرسکون ماحول تھا۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار سے مل رہے تھے۔ اس چیز نے ہم کو بہت متاثر کیا ہے۔

**اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ امریکہ، افریقہ اور ایشین ممالک ہر جگہ ایسا ہی ہوتا** ہے۔ ہر جگہ ہمارا ایک جیسا ہی کردار ہے۔ ہر جگہ سب لوگ محبت، رواداری اور پیار سے ملتے ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ حضور انور نہایت نرم دل اور روحانی شخصیت ہیں۔ حضور انور نے جو بیان فرمایا کہ انسانیت کو بچانے کیلئے امن کا قیام بہت ضروری ہے اور اسلام امن کا مذہب ہے اور احمدیہ مسلم جماعت کا ماٹو محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں ہے ان سب باتوں سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔

✡ ہنگری کے وفد میں ایک مہمان سریش چوہدری صاحب بھی شامل تھے جن کا تعلق انڈیا سے ہے اور مذہباً ہندو ہیں۔ وہ ہنگری میں Indian Hungarian Panorama Village Club کے صدر بھی ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ میں دوسری مرتبہ جلسہ سالانہ میں شامل ہوا ہوں۔ جب حضور انور کے ساتھ ملاقات ہوئی تو حضور انور نے فوراً پہچان لیا کہ ہم پہلے مل چکے ہیں۔ یہ بات بہت باعثِ حیرت تھی۔

موصوف نے بتایا کہ حضور انور کی روحانی شخصیت میں ایک کشش ہے جو دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں حضور انور کی پرحکمت اور دل کو موہ لینے والی تقاریر سننے کیلئے پھر سے جلسہ میں حاضر ہوگیا ہوں۔

✡ ہنگری کے وفد میں ایک صاحب Mr. Robert Kovacs تھے۔ ان کا تعلق خاص ہنگری سے ہے۔ ان کو پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کا موقع ملا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ میں جلسہ کے انتظامات اور مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کا اتنا بڑا اجتماع پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میں حضور انور کا بھی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے ملاقات کا اعزاز بخشا۔ حضور انور کی شخصیت میرے لئے بہت پرکشش تھی۔

✡ ایک صاحب Mr. Norbert Willmar Herzog بھی ہنگری کے وفد میں شامل تھے۔ موصوف کی اہلیہ Mrs. Melani Herzog بھی اس موقع پر ان کے ساتھ گئی تھیں۔ موصوفہ کا تعلق امریکہ سے ہے لیکن بچپن سے جرمنی میں رہی ہیں۔ ہنگری سے آنے والے وفد کے انچارج مکرم صداقت احمد بٹ صاحب نے ان کے بارہ میں بتایا کہ:

ان کا جرمنی میں ایک فیملی کے ساتھ انٹرنیٹ پر رابطہ ہے اور انہیں جماعت کا کافی حد تک تعارف کروایا تھا۔ اس سال میں جلسہ سالانہ جرمنی پر آیا تو اس فیملی کو بھی جلسہ سالانہ پر آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ یہ دونوں میاں بیوی آئے۔ جلسہ میں شامل ہونے سے پہلے اسلام کے متعلق اچھا تاثر نہیں رکھتے تھے اور جلسہ میں شامل بھی ہونا نہیں چاہتے تھے۔ انہیں تسلی دلائی جس پر وہ جلسہ سالانہ پر آنے کیلئے تیار ہوگئے اور تینوں دن جلسہ میں شامل ہوئے۔

انہوں نے حضور انور کا خطبہ جمعہ بہت غور سے سنا اور بہت متاثر ہوئے۔ نماز کے وقت جو ماحول تھا، اس نے انہیں بہت متاثر کیا۔ اس طرح کا ماحول انہوں نے زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ اس کے بعد شام کو ان کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات ہوئی جس میں یہ بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ میں عیسائی پادریوں سے بھی ملتا رہتا ہوں لیکن ان کی باتوں میں کچھ بھی اثر نہیں۔ ان کی باتیں ایک کان سے سنتا ہوں اور دوسرے کان سے نکال دیتا ہوں۔ لیکن حضور انور کے الفاظ ایک نور کی طرح میرے دل کے اندر اُتر رہے تھے۔ حضور کے چہرہ سے ایک نور نکل رہا تھا جو میرے دل کے اندر اتر رہا تھا۔

اسی روز رات انہوں نے اپنے بیٹے کو فون کر کے ساری تفصیل بتائی کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ نے انہیں وقت دیا اور ہم سے بڑی شفقت اور پیار سے بات کی اور ہمیں پین کا تحفہ بھی دیا اور آخر میں ہاتھ پکڑ کر تصویر بھی بنوائی۔ ہفتہ کے دن ان کی اہلیہ عورتوں کی جلسہ گاہ میں چلی گئی اور عورتوں کے جلسہ گاہ کے انتظامات دیکھ کر بہت متاثر ہوئی اور ظہر عصر کی نمازیں بھی احمدی خواتین کو دیکھ کر ان کی طرح پہلی مرتبہ زندگی میں ادا کیں۔

موصوف کی اہلیہ نے بتایا کہ وہ حضور انور کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئی ہیں۔ اور وہ حضور انور سے ملاقات کے دوران جذبات سے پُر تھیں۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کے عالمی سربراہ کو اپنے روبرو دیکھ کر اور ان سے مل کر اور باتیں کر کے مجھ پر عجیب کیفیت تھی۔ حضور انور نے مجھے پین بطور تحفہ بھی دیا۔ موصوفہ نے بتایا کہ وہ پہلے You Tube اور دیگر فورمز پر حضور انور کی ویڈیوز دیکھ چکی تھی لیکن ملاقات کا شرف پہلی مرتبہ حاصل ہو رہا تھا۔

تفصیل کے ساتھ ان میاں بیوی نے نمائش بھی دیکھی۔ ساتھ ساتھ ان کے سوالات کے جوابات دیئے جاتے رہے اور جماعت کے دو مختلف مبلغین کے ساتھ ان کی sitting بھی ہوئی جس میں انہیں اسلام احمدیت کے بارے میں تفصیل سے بتایا گیا۔ موصوف نے بتایا کہ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات تقریباً دو بجے انہوں نے اپنے ہوٹل میں جہاں یہ رہائش پذیر تھے، وہاں انہوں نے کمرے میں حضور انور کی نماز پڑھاتے ہوئے آواز سنی اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اُٹھنے پر بھی انہیں وہ آواز سنائی دیتی رہی جس پر انہوں نے اپنی اہلیہ کو اٹھایا اور اپنی خواب کے بارے میں بتایا۔ اتوار کی صبح انہوں نے جلسہ پر آکر بیعت کرنے کا اظہار کیا۔ چنانچہ یہ دونوں بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوگئے۔

✡ ہنگری وفد کے ایک صاحب Mr. David Bengamin تھے جو Law کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور موصوف کو گزشتہ سال اسلام احمدیت قبول کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے۔

موصوف نے بتایا کہ حضور انور سے ملاقات ان کیلئے بہت بڑے اعزاز کی بات تھی۔ حضور انور نے ملاقات کے دوران Law کی مختلف شاخوں کے متعلق ان سے گفتگو فرمائی اور ان سے استفسار فرمایا کہ وہ کس شاخ میں Specialization کریں گے اس پر میں بہت متاثر ہوا کہ حضور کو Law کے حوالہ سے کتنی زیادہ معلومات ہیں۔ حضور انور نے مجھے پین بطور تحفہ عطا فرمایا جس پر میں نہایت خوش ہوں۔

ہنگری کے اس وفد کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ ملاقات 9 بجکر 10 منٹ تک جاری رہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت وفد کے تمام ممبران کو قلم عطا فرمائے اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آخر پر وفد کے تمام ممبران نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 9 بجکر 45 منٹ پر جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے آئے۔

## 14 جون 2014 بروز ہفتہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر 20 منٹ پر جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

## حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواتین کے جلسہ گاہ میں تشریف آوری

آج پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین کے جلسہ سے خطاب تھا۔

آج لجنہ جلسہ گاہ میں صبح کے سیشن کا آغاز دس بجے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی زیر صدارت ہوا۔ جو دوپہر ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اس سیشن میں تلاوت قرآن کریم اور اردو، جرمن زبانوں میں دو نظموں کے علاوہ تین تقاریر ہوئیں۔

پروگرام کے مطابق دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ناظمہ اعلیٰ و نیشنل صدر لجنہ محترمہ امۃ الحی صاحبہ نے اپنی نائب ناظمات کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور خواتین نے پرجوش نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

لجنہ کے اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو محترمہ صالحہ احمد صاحبہ نے کی۔ محترمہ سمیرا نیر رانا صاحبہ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ عائشہ محمود صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام "وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو" خوش الحانی سے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وسّع مکانک
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Own your Plot/ Home in Qadian Darul Aman
ALLADIN BUILDERS
Please contact for quality construction works in Qadian
Khalid Ahmad Alladin
#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA
Phones: +91 7837211800, +91 8712890678
Email: khalid@alladinbuilders.com, Please visit us at : www.alladinbuilders.com

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وسّع مکانک
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob.+91-7738340717, 9819780273

## تقسیم اسناد میڈلز

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے ان طالبات کو میڈلز پہنائے۔ تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والی ان خوش نصیب طالبات کے نام درج ذیل ہیں۔

☆ ڈاکٹر فائزہ خلیل صاحبہ۔ (پرموشن ان کیمسٹری) میگنا کم لاوڈے۔ ☆ ڈاکٹر حسبۃ الصبور خان صاحبہ ماسٹرز اِن Epidemiology میڈیسن 99 فیصد۔ ☆ حمیرہ نزہت ملک صاحبہ۔ ماسٹرز آف ایجوکیشن ان ایجوکیشن سائنس، ۹۹ فیصد۔ ☆ ریحان الحق صاحبہ۔ (ماسٹرز آف آرٹس ان انگلش اینڈ مائز ہسٹری) ۹۶ فیصد۔ ☆ قرۃ العین صدف صاحبہ (ماسٹرز آف آرٹس ان آرکیٹیکچر) ۹۰ فیصد۔ ☆ امۃ الواسع حیات صاحبہ (ڈپلومہ ان کمپیوٹر سائنس) ۸۹ فیصد۔ ☆ عدیلہ محمود اسلم صاحبہ۔ (ماسٹرز ان آن لائن جرنلزم) ۸۹ فیصد۔ ☆ عطیہ ظفر صاحبہ (ماسٹرز آف آرٹس ان آرکیٹیکچر) ۸۶ فیصد۔ ☆ فرحانہ کنول احمد صاحبہ (ماسٹر آف سائنس ان اکنامکس CGPA3.8)۔ ☆ منصورہ قدیر صاحبہ ۸۶ فیصد

Megister Artium inEnglish and German

☆ ڈاکٹر عظمیٰ نورین کیرچ صاحبہ (میڈیکل سپیشلسٹ ان نیوروسرجری)۔ ☆ ثروت قدیر صاحبہ (ماسٹرز ان لاء) 9.4 پوائنٹس۔ ☆ صبا رحمن صاحبہ (ماسٹرز آف فلاسفی ان کیمسٹری) 3.8 GPA۔ ☆ ثانیہ داہمنی صاحبہ (ماسٹران سوشل mediation)۔ ☆ ذنوبیہ عفت صاحبہ (ڈپلومہ ان ٹرانسلیشن اینڈ انٹرپریٹیشن)۔ ☆ قمر الاسلام واہلہ صاحبہ (بیچلر آف سائنس ان فزکس ود آنرز) CGPA 3.5۔ ☆ سیدہ بخاری زنیرہ طاہر صاحبہ (بیچلر آف میڈیسن ان جنرل میڈیسن) ۹۶ فیصد۔ ☆ عائشہ جاوید صاحبہ (بیچلر آف سائنس ان فوڈ کیمسٹری) 96 فیصد۔ ☆ عظمیٰ حنیف صابر صاحبہ۔ (بیچلر آف آرٹس ان سوشل ورک) 90 فیصد۔ ☆ باسمہ مقصود صاحبہ (بیچلر آف آرٹس ان Oriental سٹڈیز) 90 فیصد۔ ☆ حنا مقصود صاحبہ (بیچلر آف سائنس ان کمپیوٹر سائنسز) 89 فیصد۔ ☆ صوفیہ احمد صاحبہ (بیچلر آف آرٹس ان ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ ان چائیلڈ ہوڈ (Childhood) 88 فیصد۔ ☆ فوزیہ ساجد صاحبہ (بیچلر آف آرٹس ان ریلیجس سٹڈیز) 87 فیصد۔ ☆ منزہ افضال صاحبہ (بیچلر آف آرٹس ان Historical سائنس اینڈ سوشیالوجی) 87 فیصد۔ ☆ افراسیاب بٹ صاحبہ (بیچلر آف سائنس ان بائیالوجی) 87 فیصد۔ ☆ طیبہ عظمت چوہدری صاحبہ (بیچلر آف سائنس ان بزنس اکنامکس) 87 فیصد۔ ☆ عالیہ نور امۃ الہادی ہیوبش صاحبہ (بیچلر آف آرٹس ان ریلیجس سٹڈیز) 87 فیصد۔ ☆ ثمن عباس صاحبہ (بیچلر آف آرٹس ان آرکیٹیکچر) 87 فیصد۔ ☆ نازش بھٹی صاحبہ (بیچلر آف سائنس ان بائیو میڈیکل سائنس) 86 فیصد۔ ☆ کاشفہ بٹ صاحبہ (بیچلر آف آرٹس ان ایجوکیشن سائنس) 86 فیصد۔ ☆ سمیرہ نیّر رانا صاحبہ (بیچلر آف آرٹس ان سوشل ورک) 86 فیصد۔ ☆ طاہرہ احمد صاحبہ (بیچلر آف سائنس ان اکنامک ایجوکیشن) 86 فیصد۔ ☆ وجیہہ محمود صاحبہ (بیچلر آف فلاسفی) 83 فیصد ☆ عریبہ قیصر صاحبہ (آبی ٹوُر) ۹۶ فیصد۔ ☆ Lana شیخ صاحبہ (آبی ٹوُر) ۹۶ فیصد۔ ☆ نائلہ نجم صاحبہ (آبی ٹوُر) ۹۵ فیصد۔ ☆ طوبیٰ احمد صاحبہ (آبی ٹوُر) ۹۳ فیصد۔ ☆ عمارہ متین صاحبہ (اولیول) ۹۷ فیصد۔ ☆ خولہ خان صاحبہ (اولیول) ۹۷ فیصد۔

## خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تقریب تقسیم ایوارڈ کے بعد 12 بجکر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”اس جماعت میں داخل ہو کر اوّل تغیر زندگی میں یہ کرنا چاہئے کہ خدا پر ایمان سچا ہو کہ وہ ہر مصیبت میں کام آتا ہے۔ پھر اس کے احکام کو نظر خفت سے ہرگز نہ دیکھا جاوے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جاوے اور عملاً اس تعظیم کا ثبوت دیا جاوے۔ مثلاً نماز کا حکم ہے۔ جب ایک شخص اسے بجا لاتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے تو بعض لوگ اس سے تمسخر کرتے ہیں۔ لیکن ایک مومن کو ہرگز لازم نہیں کہ ان باتوں اور ہنسی اور استہزاء سے وہ اس کی ادائیگی کو ترک کرے۔“

پھر آپؑ نے فرمایا:

”یاد رکھو اس سلسلے میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔“ فرماتے ہیں: ”ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو۔ جو آخرت کی فکر کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔ بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں دنیا کی اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔ نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ اور استغفار میں مصروف رہو۔ نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا۔“ فرمایا کہ ”یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو۔“

آپ نے پھر عورتوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ ”گلہ شکوہ اور غیبت سے رکیں۔“ پھر فرمایا کہ ”بیعت کا زبانی اقرار کچھ چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تزکیہ نفس چاہتا ہے۔“

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

”اصل مدّعا بیعت کا یہی ہے کہ توبہ کرو، استغفار کرو، نمازوں کو درست کر کے پڑھو، ناجائز کاموں سے بچو۔ میں جماعت کیلئے دعا کرتا رہتا ہوں مگر جماعت کو بھی چاہئے کہ خود بھی اپنے آپ کو پاک کرے۔ یاد رکھو غفلت کا گناہ پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ یہ گناہ زہریلا اور قاتل ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والا تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ جس کو معلوم ہی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں وہ بہت خطرناک حالت میں ہے۔ پس ضرورت ہے کہ غفلت کو چھوڑ دو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جو شخص توبہ کر کے اپنی حالت کو درست کر لے گا وہ دوسروں کے مقابلے میں بچایا جائے گا۔“

پھر فرماتے ہیں:

”پس دعا اسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے۔ پیغمبر کسی کے لئے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جس کی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اور غفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ جب تک خود خدا تعالیٰ کی رحمت کے مقام پر کھڑا ہو تو دعا بھی اس کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ نرا اسباب پر بھروسہ نہ کر لو کہ بیعت کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ لفظی بیعتوں کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ جیسے بیعت کے وقت توبہ کرتے ہو اس توبہ پر قائم رہو اور ہر روز نئی توجہ پیدا کرو جو اس کے استحکام کا موجب ہو۔“ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ پناہ ڈھونڈنے والوں کو پناہ دیتا ہے۔ جو لوگ خدا کی طرف آتے ہیں وہ ان کو ضائع نہیں کرتا۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ باتیں ہیں جو آپ نے بار بار ہمیں فرمائی ہیں۔ ہمیں ان معیاروں تک پہنچانے کے لئے یہ باتیں آپ نے کی ہیں۔ یہ وہ معیار ہیں جو آپ جماعت کا دیکھنا چاہتے ہیں اور جماعت کا ایک بڑا حصہ عورتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ دنیا میں عورتوں اور مردوں کی جو نسبت ہے وہ ہمیں بتاتی ہے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے اور یہی نسبت جماعت میں بھی ہوگی اور ہے۔ پس جماعت کی ترقی ان معیاروں تک پہنچانے میں اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ہمارا بڑا حصہ ان معیاروں کو حاصل نہ کرے جو کم از کم ایک احمدی مسلمان کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس ہماری عورتوں کو اس پہلو سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اگر گھر کا مرد ٹھیک ہو، اس کا دین سے تعلق ہو، ان خصوصیات کا حامل ہو یا ان باتوں کی طرف توجہ دینے والا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہیں تو عورتوں اور بچوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مردوں میں کمزوریاں ہیں تو ہم نہ اپنے آپ کو برباد کر سکتے ہیں، نہ اپنی نسلوں کو برباد کر سکتے ہیں۔ پھر عورتوں کو خود میدان میں کودنا ہوگا۔ اپنے گھروں کو سنبھالنا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا ہے کہ عورت گھر کی نگران ہے۔ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری عورت پر ہے اور وہ پوچھی جائے گی۔ یونہی تو اللہ تعالیٰ نے ماں کو جو حق ہے وہ باپ کے حق سے تین درجے زیادہ نہیں دیا ہوا۔ اس کی وجہ ہے کیوں یہ حق تین درجے زیادہ ہے ماں کا باپ کی نسبت؟ عورتوں کے قدموں کے نیچے جنت ملنے کی ضمانت صرف ماں بننے سے تو نہیں مل جائے گی بلکہ ان سب باتوں کے کچھ لوازمات ہیں، کچھ خصوصیات ہیں، کچھ فرائض ہیں جو ماؤں کے ذمہ ہیں جن کی ادائیگی کے بعد ماں یہ سب مقام حاصل کرتی ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

وہ نوجوان بچیاں جو بلوغت کی عمر کو پہنچ رہی ہیں اور جن کی عقل اور سوچ پختہ ہو گئی ہے۔ انہوں نے انشاء اللہ تعالیٰ مائیں بھی بننا ہے ان کو بھی ابھی سے سوچنا چاہئے کہ ان کا مقام کیا ہے اور ان پر کس قسم کی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ جہاں انہیں نیک نصیب ہونے اور اچھے خاوند ملنے کیلئے دعائیں کرنی چاہئیں وہاں انہیں ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کیلئے بھی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے جو مستقبل میں ان پر پڑنے والی ہیں۔ پس چاہے یہ شادی شدہ عورتیں ہیں، بچوں کی مائیں ہیں یا لڑکیاں ہیں، اگر سب نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا تو ایسے ماحول میں رہتے ہوئے جہاں آزادی کے نام پر بے حیائیاں کی جاتی ہیں جہاں مذہب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خدا سے بھی دوری پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ جہاں خدا کے وجود پر شکوک وشبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے یا اکثر خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکار کیا جا رہا ہے۔ تو پھر نہ آپ کے دین سے جڑے رہنے کی کوئی ضمانت ہے۔ نہ آئندہ نسلوں کے دین سے جڑے رہنے کی کوئی ضمانت ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اگر آپ یہ کہیں کہ مرد زیادہ بگڑ گئے ہیں ان کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کریں تو مردوں کو بھی کہا جاتا ہے کوشش بھی کی جاتی ہے لیکن پھر اگر ایسے مرد بدقسمت ہیں جن کو اپنی اصلاح کی فکر نہیں اور دنیا کی رنگینیوں کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے والے نہیں ہیں تو پھر ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ جماعت کے نظام کی آنکھوں میں دھول جھونک کے، ان کو دھوکہ دے کے تو وہ شاید بچ جائیں لیکن خدا تعالیٰ کی گرفت سے وہ نہیں بچ سکیں گے پھر۔ جو اُن کی ذمہ داریاں ہیں انہوں نے ادا کرنی ہیں لیکن اس وجہ سے عورتوں کو اپنی ذمہ داریاں نہیں بھولنی چاہئیں۔ جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا اس بات پر ہم خاموش ہو کر نہیں بیٹھ سکتے اور خاموش تماشائی نہیں بن سکتے کہ مرد اپنے فرائض پورے نہیں کرتے تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہر وقت فکر میں رہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لجنہ کی تنظیم اس لئے قائم فرمائی تھی کہ اگر جماعت کا ایک حصہ کمزور ہے اس میں کمزوری واقع ہوتی ہے تو کم از کم دوسرا حصہ جو عورتوں کا ہے، عورتیں اپنے فرائض کی طرف توجہ رکھیں۔ اگر عورتیں توجہ رکھیں گی تو آئندہ نسل کے مرد اور عورتیں ان راستوں پر چلنے والے ہوں گے جو خدا تعالیٰ

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

نیواشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

نے ہمارے لئے متعین کئے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

میں نے کچھ عرصہ ہوا صدر لجنہ جرمنی کو کہا تھا کہ اس وقت آپ کیلئے تبلیغ سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے۔ پہلے اپنی تربیت کی طرف توجہ دیں، اپنی عملی حالتوں کو درست کرلیں تو تبلیغ کے میدان پھر خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔ اس سے بھی کوئی یہ مطلب نہ لے اور خاص طور پر مرد کہ ان کے عملی نمونے اور تربیت بہت اچھی ہے اور صرف عورتوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جو باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں ان کی روشنی میں مردوں کی عملی حالت بھی کوئی ایسی نہیں کہ ہم مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ جب میں آپ سے مخاطب ہوں تو مرد بھی میری باتیں سن رہے ہیں۔ ان کو بھی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور بہت زیادہ ضرورت ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

تو بہرحال میں اس وقت عورتوں سے مخاطب ہوں اور عورتیں اگلی نسل کی تربیت زیادہ بہتر رنگ میں کرسکتی ہیں۔ اس لئے میں زیادہ فکر کے ساتھ آپ پر ذمہ داری ڈال رہا ہوں۔ پس نہ مردوں کو کسی خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت ہے، نہ آپ کو اس بات پر پریشان ہونے کی ضرورت ہے کہ شاید ساری کی ساری کمزوریاں ہم عورتوں کے اندر ہی ہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ خدا تعالیٰ کے آگے جب پیش ہونا ہے تو اپنے اعمال کا جواب ہر ایک نے خود دینا ہے۔ اس لئے اس سوچ کے ساتھ ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور ان جائزوں کے کم از کم معیار وہ ہیں جن کا مختصراً ذکر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے کیا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

یہ بعض نکات ہیں اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے سامنے رکھے تو عملی اصلاح کے معیار اُونچے سے اُونچے ہوتے چلے جائیں گے۔ بعض بنیادی باتوں کو دوبارہ میں آپ کے سامنے کچھ نسبتاً کھول کر پیش کر دیتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا مکمل متن حسب طریق علیحدہ شائع ہوگا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بج کر 20 منٹ تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اس کے بعد ممبرات لجنہ اور ناصرات کے مختلف گروپس نے عربی، اردو، جرمن، انگلش، فارسی، ترکی، بنگلہ، اطالوی اور کشمیری زبان میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کم عمر بچوں والی مارکی میں بھی تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے درمیان پا کر خواتین اور بچوں کی خوشی دیدنی تھی۔ اس مارکی میں بھی پیارے آقا کی خدمت میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے گئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پونے دو بجے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

✡ پروگرام کے مطابق چار بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کیلئے مردانہ جلسہ گاہ تشریف لائے۔ جرمنی کے مختلف شہروں اور علاقوں سے آنے والے جرمن مہمانوں کے ساتھ یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔

✡ اس پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 1249 تھی۔ جرمنی کے علاوہ دیگر 45 سے زائد ممالک اور اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگ اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ ان ممالک میں افغانستان، پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش، نیپال، انڈونیشیا، کوریا، مراکش، گھانا، نائیجیریا، صومالیہ، ایتھوپیا، اریٹیریا، سوڈان، عراق، اردن، سیریا، کویت، یمن، سعودی عربیہ، مصر، ترکی، بیلارس، بلغاریہ، میسیڈونیا، البانیہ، بوزینا، اسٹونیا، اٹلی، ہنگری، سپین، بیلجیئم، فرانس، یوکے، ہالینڈ، آسٹریا، ناروے، سویٹزرلینڈ، کروشیا، لتھوانیا، چیچنیا، رومانیہ، آذربائیجان، امریکہ کوسٹاریکا اور ایکواڈور وغیرہ شامل ہیں۔

✡ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر اس پروگرام کا آخری سیشن تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔

بعد ازاں چار بجکر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

## حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر غیر احمدی جرمن مہمانوں سے خطاب

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں اور آپ سب امن کے ساتھ رہیں۔ سب سے پہلے تو میں دل کی گہرائی سے آپ سب کا شکرگزار ہوں جو اپنا وقت نکال کر آج یہاں آئے ہیں اور ہمارے سالانہ جلسہ میں شرکت کر رہے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

بدقسمتی سے دنیا کی اکثر آبادی میں عمومی طور پر مذہب اور خاص طور پر اسلام کا خوف پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس صورت حال میں آپ لوگوں کی خالصتاً ایک مذہبی پروگرام میں شمولیت ظاہر کرتی ہے کہ آپ کو مذہبی علم کے حصول اور اس کے متعلق تحقیق کرنے میں دلچسپی ہے۔ اس لئے شکریہ کے جذبات کے ساتھ ساتھ میں دعا گو بھی ہوں کہ آپ کا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جو مذہب کی حقیقت اور اس کی ضرورت کو دل کی گہرائی سے جاننا چاہتے ہیں۔ آج بطور سربراہ احمدیہ مسلم جماعت، میں آپ کو مختصراً اسلام کی حقیقی تعلیمات کے بارے میں بتاؤں گا۔ یقیناً اس مختصر وقت میں اسلام کی تمام تعلیمات کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے میں چند پہلوؤں تک ہی محدود رہوں گا۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ہم دیکھتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً مغربی دنیا میں اسلام کے بارے میں مختلف تحفظات جنم لیتے رہتے ہیں اور اندر ہی اندر اسلام کے خلاف عداوت پائی جاتی ہے۔ جس کے باعث اسلامی تعلیمات پر چند غیر منصفانہ الزامات لگائے جاتے ہیں۔ غلط تفسیرات قرآن کریم کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور اس کی تعلیمات بالکل غلط طور پر پیش کی جاتی ہیں تا کہ یہ ثابت کیا جائے کہ نعوذ باللہ اسلام انتہا پسندی اور بربریت کے سوا کچھ نہیں سکھاتا۔ یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے نعوذ باللہ ظالمانہ اور جابرانہ اقدام اٹھائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو نئی مسجد بنانے پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہیں، کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ اس کے ذریعہ سے یہ انتہا پسند تعلیمات مغربی دنیا تک پہنچ جائیں گی۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں کہ زیادہ تر مسلم دنیا کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اور جب ہم کچھ نام نہاد مسلمانوں کے طرزِ عمل دیکھتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ ان کے یہ خدشات درست معلوم ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں متاثرین مطالبہ کرتے ہیں کہ مذہبی عبادات اور اسلامی تعلیمات پر پابندی لگائی جائے۔ یہ لوگ بڑے زور و شور سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ اور نئی مساجد بننے پر پابندی لگنی چاہئے۔ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو پھر آنحضرت ﷺ کی شان میں توہین آمیز اور سخت نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

پس میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اسلام کو عیسائیت کے بعد دنیا کا دوسرا بڑا مذہب سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ مغرب میں رہنے والے عیسائیوں کی اکثریت اپنے مذہب پر عمل نہیں کرتی۔ اور نہ ہی انہیں مذہب میں کوئی دلچسپی ہے اور اس بات کو چرچ بھی تسلیم کرتا ہے۔ اور مختلف میڈیا رپورٹس بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ یقیناً ایسے لوگوں کا ایک بڑا حصہ ایسا ہے جو کہ خدا کے وجود سے کلیۃً انکاری ہے، اور کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا پر تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن یہ نہیں مانتے کہ مذہب بھی خدا کی طرف سے ہے، اور وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب کی کوئی ضرورت نہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت اپنے مذہب سے گہرے لگاؤ کا اظہار کرتی ہے اور اپنے مذہب کے خلاف یا نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے خلاف کہی گئی بات کو برداشت نہیں کرسکتی۔ چنانچہ جب مخالفینِ اسلام مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل کرتے ہیں تو یہ عمل ایک منفی ردِ عمل پر منتج ہوتا ہے جو پھر دنیا میں سخت فتنہ اور فساد کا باعث بنتا ہے۔ جہاں مسلمانوں کا منفی ردِ عمل بالکل غلط اور بلا جواز ہے وہاں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ انسانی فطرت اور عقل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب کسی کے جذبات اور احساسات کو غلط طریق پر اشتعال دیا جائے یا ابھارا جائے تو طبعاً وہ ردِ عمل دکھاتا ہے۔ ایسے ردِ عمل کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام مخالف طاقتیں بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی تحقیق کے فوراً اسلام کو انتہا پسند اور دہشت گرد مذہب قرار دے دیتی ہیں۔ وہ بڑی ڈھٹائی سے اور بلا تردد اسلام کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا ہے کہ جہاں وہ ایسے جرائم اور غلط اقدامات کو روکیں، وہاں دیانتداری سے اس بات کا جائزہ بھی لیں کہ آیا یہ اعمال اسلام کی سچی تعلیمات کے مطابق ہیں یا پھر یہ اسلام کی بے جا اور غلط نمائندگی کرتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اس ضمن میں مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ مغربی میڈیا میں بعض غیر مسلم مبصرین نے یہ سوال اٹھانا شروع کر دیا ہے کہ عیسائیوں کے غلط اقدامات کو عیسائی تعلیم سے کیوں نہیں جوڑا جاتا جبکہ مسلمانوں کے غلط اقدامات کو ہمیشہ اسلامی تعلیمات سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ ان کا یہ عمل درحقیقت انصاف کیلئے آواز بلند کرنا ہے۔ یہ درحقیقت دنیا سے تمام رنجشوں اور بغضوں کو ختم کرنے کی کوشش کیلئے آواز بلند کرنا ہے۔ یہ درحقیقت تمام لوگوں کو قریب لانے اور ان میں باہمی ہم آہنگی کی فضاء قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی سیرت سے جو ہم نے اسلام کی سچی تعلیمات سیکھی ہیں وہ تو یہ ہیں کہ کبھی بھی ظلم نہ کرو اور ہمیشہ بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرو۔ اسلام مسلمانوں کو سکھاتا ہے کہ تمام لوگوں اور تمام قوموں کو ہر قسم کی غلامی سے آزاد کردو۔ خواہ یہ غلامی جسمانی ہو، معاشی ہو یا سماجی۔ اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ تمام لوگ برابر ہیں اور کسی کے رنگ و نسل اس کی بڑائی یا مرتبہ کا تعین نہیں کرتے بلکہ یہ قومیتیں اور نسلی امتیاز صرف شناخت کیلئے ہیں، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر کسی قسم کی فوقیت حاصل ہے۔ جو چیز خدا تعالیٰ کو پسند ہے وہ راستبازی ہے۔ چنانچہ وہ شخص جو نیک اعمال کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا پیار اور قرب پاتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص کو کوئی رتبہ یا مقام حاصل ہے تو وہ صرف اس کی نیکی اور اس کے اچھے اخلاق کی وجہ سے ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اسلام تعلیم دیتا ہے کہ راستبازی کے دو اہم ترین پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور اس


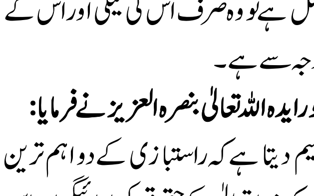
M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

کی عبادت اور دوسرا پہلو خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی اور خدمت انسانیت ہے۔ اسلام مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ معاشرے میں ہر جانب، ہر طبقہ اور سطح پر باہمی محبت اور پیار پھیلایا جائے، خاص طور پر ایسے افراد تک جو معاشرے کے سب سے کمزور اور نادار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، جیسا کہ یتامیٰ۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

مزید یہ کہ دنیا کے امن کی خاطر اسلام تعلیم دیتا ہے کہ جنگ کرنے یا کسی قسم کی جارحیت کا مظاہرہ کرنے میں ہرگز پہل نہ کرو۔ اگر تم پر جنگ مسلط کر دی جائے اور مقابلہ کے علاوہ کوئی راہ باقی نہ رہے تو تمہیں دوبارہ سے امن قائم کرنے کی نیت سے صرف اپنا دفاع کرنا چاہئے۔

چنانچہ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ جب حملہ آور ہتھیار کھینچ لے تو تمہیں کوئی حق نہیں ہے کہ اس بات کا فائدہ اٹھاؤ اور ان پر کسی بھی قسم کا ظلم ڈھاؤ اور حد سے تجاوز کرو۔ ایسے موقع پر جنگ فوری طور پر ختم کر دینی چاہئے۔ اور شکست خوردہ فریق کو معاشی پابندیوں میں جکڑنا نہیں چاہئے۔ بلکہ فاتح کو چاہئے کہ نہ تو ان پر اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش کرے، نہ انہیں کسی بھی طور محکوم بنائے اور نہ کسی بھی انداز سے ان کی تذلیل کرے۔ یہاں تک کہ جہاں اسلام صرف دفاعی جنگ کی اجازت دیتا ہے، تو ایسی صورت حال میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت اصول مقرر فرماتے ہوئے اسے بہت محدود کر دیا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ جہاں مسلمانوں کو جنگ پر مجبور کیا جائے تو امن قائم کرنے کی خاطر انہیں ہرگز اجازت نہیں کہ کسی عورت یا بچے کو تکلیف دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو پادری یا مذہبی رہنما اپنی عبادت گاہوں میں رہیں ان پر حملہ نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی کلیسا اور مذہبی عبادتگاہ کو نشانہ بنایا جائے۔

آج کل ہم ماحولیات کے بارے میں بات کرتے ہیں تو ماحول کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دی کہ کوئی درخت نہ گرایا جائے اور کوئی فصل تباہ نہ کی جائے۔ درحقیقت جنگ کی حالت میں بھی مسلمانوں کو اجازت نہیں کہ مخالف سپاہیوں کے علاوہ کسی پر حملہ کریں اس لئے تعلیم دی کہ کسی عام شہری کو ہرگز کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہئے۔

تاہم یہ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو جنگیں آج لڑی جاتی ہیں، ان میں معصوم لوگ ہی سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور عام شہریوں کی ہلاکت کی شرح سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں بھی زیادہ تر مرنے والے معصوم شہری ہی تھے۔ ہم آج کل بھی دیکھتے ہیں کہ چھوٹی موٹی جنگوں اور تنازعات میں عام شہری ہی ہیں جو سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ میں واضح کر دوں کہ یہ کلیۃً اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک جنگ کے دوران کسی مسلمان نے ایک عورت اور بچہ کو قتل کر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ شدید ناراض ہوئے۔ دیگر ساتھیوں نے اس کا جواز کھڑا کرنے کی خاطر عرض کی کہ وہ دونوں ماں بچہ یہودی یا غیر مسلم تھے۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے واضح انداز میں فرمایا کہ وہ دونوں معصوم تھے اور معصوم افراد کا قتل بہت سنگین جرم اور گناہ کبیرہ ہے۔ پس یہ چند مثالیں میں نے دی ہیں جو اسلام کی سچی اور خوبصورت تعلیمات کی صرف ایک جھلک پیش کرتی ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

یقیناً طبعی طور پر یہ سوال ابھرتا ہے کہ اگر یہ اسلام کی مستند تعلیمات ہیں تو ایسے مسلمان گروہ یا افراد کیوں نظر آتے ہیں جو بربریت کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں اور غیر مسلموں پر ہولناک حملے کر رہے ہیں۔

اس سوال کا پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک پیشگوئی میں چودہ سو سال قبل جواب دے دیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے واضح رنگ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ آئے گا جب مسلمانوں کی اکثریت اسلامی تعلیمات سے دور جا پڑے گی۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے عظیم خوشخبری بھی دی کہ ایسے روحانی تاریکی کے دور میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت ایک مرتبہ پھر دنیا کو گھیر لے گی اور خدا تعالیٰ ایک مسیح اور مہدی کو بھیجے گا جو اسلام کی سچی اور خالص تعلیمات کا پھر سے نفاذ کرے گا۔ ہم احمدی مسلمان ایمان لاتے ہیں کہ وہ مسیح اور مہدی آچکا ہے اور وہ آپ ہی ہیں جنہوں نے احمدیہ مسلم جماعت کی بنیاد رکھی ۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو اسلام کی سچی اور اصل تعلیمات سے منور کیا۔ میں اس ضمن میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے بعض اقتباسات پیش کرتا ہوں جن میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی حقیقی اور امن پسند تعلیمات کو روزِ روشن کی طرح واضح کیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے کہ شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی محبت اور دوسرا بنی نوع کی اس حد تک محبت کہ دوسروں کی تکالیف اور مصائب کو اپنا سمجھو اور ان کے لئے دعا کرو۔

ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اس کا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلاء سامنے رہتا ہے .... میں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 217)

**ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

’’میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو، خواہ وہ کوئی ہو، ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔‘‘

**آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

’’میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں .... میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 217

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

یہ بانی احمدیہ مسلم جماعت کی تحریرات میں سے صرف چند مثالیں تھیں، جن میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متبعین کو دنیا کے ہر حصہ میں محبت اور ہمدردی پھیلانے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہ اسلام کی سچی تعلیمات ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انہی امن پسند اور ہمدردانہ تعلیمات کے ذریعہ احمدیہ مسلم جماعت نے ترقی کی ہے اور دنیا کے ہر حصہ میں پھیل چکی ہے۔

ہمارے پیغام میں درشتی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی زبردستی اور جبر ہے بلکہ ہمارا پیغام محبت، پیار اور اتحاد ہے، ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ ہم سخت اور نازیبا الفاظ کا جواب دعاؤں سے دیں اور ظلم و جبر جو ہم سے روا رکھا جاتا ہے اور دکھ جو ہمیں سہنے پڑتے ہیں، ان کے مقابل پر ہم دنیا کو صرف اور صرف محبت، امن اور سکون فراہم کرتے ہیں۔ یہی ہماری تعلیمات ہیں اور یہی ہمارا ایمان ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

آج خلافت کا نظام، جو کہ ایک روحانی خلافت ہے احمدیہ مسلم جماعت کی رہنمائی کرتا ہے اور اسلام کی سچی تعلیمات کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ احمدیہ جماعت کا خلیفہ خدا تعالیٰ کے حقوق اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی بنیادی اسلامی تعلیمات سے ہرگز ہٹ نہیں سکتا۔ آج نظامِ خلافت ہر ممکن ذریعہ سے امن قائم کرنے اور تمام دنیا میں پیار اور محبت قائم کرنے کی خاطر کوشش کر رہا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

مجھے افسوس ہے اور یہ جان کر دکھ ہوا کہ جرمنی کے بعض حصوں میں لوگوں نے کہا ہے کہ وہ خلافت کو اس ملک میں ایک قدم بھی چلنے نہ دیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ سچی خلافت شفقت اور خیر خواہی پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ ایسے لوگوں کیلئے مشکلات کھڑی کرنا چاہتے ہیں اور پابندیاں لگانا چاہتے ہیں جو اس ملک میں امن سے رہ رہے ہیں اور اس ملک سے پیار کرتے ہیں؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی سمجھدار اور عقلمند شخص کبھی بھی ایسی غیر دانشمندانہ رائے کی تائید کرے گا۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

شکر ہے کہ جرمن عوام کی اکثریت ایسے رویوں کو کسی خاطر میں نہیں لاتی جو عدم برداشت پر مبنی ہوں اور یہی وجہ ہے کہ آج آپ سب یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ آپ خود مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ان ہالز میں ہزاروں مرد وخواتین ہیں جو خلافت سے گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ اور اس نہ ٹوٹنے والے اور روحانی بندھن کے ذریعہ سے یہ مکمل طور پر متحد ہیں۔ وہ یہی بات کرتے ہیں کہ پیار و محبت کو کیسے پھیلایا جائے اور بنی نوع انسان کے حقوق کیسے ادا کئے جائیں۔

یقیناً جرمن آبادی میں سے جو مقامی افراد احمدیت قبول کر رہے ہیں وہ اس بات کی سچائی کی تصدیق کر رہے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ کی خلافت لوگوں کو خدا تعالیٰ کے حقوق اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

میں یہ بھی واضح کر دوں کہ یہ خلافت جو جماعت احمدیہ کی رہنمائی کر رہی ہے اس کو اقتدار یا حکومت حاصل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یقین رکھیں کہ سچی خلافت کے کوئی سیاسی یا دنیاوی عزائم اور مقاصد نہیں ہیں اور نہ یہ خلافت ان کو عطا کی جاتی ہے جو ان چیزوں کی ہوس اور لالچ رکھتے ہیں۔ خلافت احمدیہ کو صرف اس بات سے غرض ہے کہ دنیا والے اپنے خالق کو پہچان جائیں، ایک خدا کے سامنے جھکیں اور دوسرا یہ کہ دنیا کے لوگوں میں باہم ہم آہنگی اور محبت قائم کرے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

آج احمدیہ مسلم جماعت جو دنیا کے 204 ممالک میں پھیل چکی ہے، عملی طور پر اس سچائی کی تصدیق کر رہی ہے۔ آپ سب جو تقریباً تیس ہزار مسلمانوں کے مجمع میں مکمل امن سے بیٹھے ہیں، یہ اسی وجہ سے ہے کہ یہ وہ مسلمان ہیں جو ایسی خلافت کے پیروکار ہیں جو صرف محبت کے ذریعہ دلوں کو فتح کرنا چاہتی ہے۔ یہ ہرگز نہیں چاہے گی کہ طاقت، جبر اور انتہا پسندی کے ذریعہ کسی قوم یا ملک کو فتح کیا جائے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

آخر پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میں نے آپ سے یہاں کہا ہے اس کے باعث اسلام کی سچی تعلیمات آپ پر واضح ہو گئی ہوں گی اور آپ خلافت جو کہ احمدیہ مسلم جماعت کی رہنمائی کر رہی ہے کی حقیقت جان گئے ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس خلافت سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی حقیقت کے بارے میں اپنے اپنے دائرہ کار میں بھی لوگوں کو بتائیں۔ یہ خلافت دنیا میں ہونے والے ہر قسم کے ظلم اور ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانے اور اس کی مذمت کرنے میں ہمیشہ صفِ اول میں ہوگی۔ یقیناً اگر کوئی احمدی مسلمان کسی غلط کام کا مرتکب ہوتا ہے تو ہم اس کے خلاف مناسب کاروائی کرتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور آپ سب کا یہاں آنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ کرے کہ آپ میرا یہ مخلصانہ اور دل سے نکلا ہوا پیغام سمجھ جائیں۔ ایک دوسرے پر انگلی اٹھانے کی بجائے اور ایک دوسرے کے جذبات کو مجروح کرنے کی بجائے ہمیں باہم متحد ہونا چاہئے اور اپنی قوم کی ترقی اور دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کوششوں میں کامیاب فرمائے۔ آمین بہت بہت شکریہ۔

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTIONS
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
EMAIL:RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM
B/007,ITKAR SOC ,SURESH NAGAR ,R.T.O ,
ANDHERI (WEST) ,MUMBAI - 400056.
MAQBOOL AHMED: 09987652552 / 09664334252

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب 4 بجکر 55 منٹ تک جاری رہا۔ خطاب کے آخر پر مہمان حضرات کافی دیر تک تالیاں بجاتے رہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ ہمارا طریق ہے کہ ہم اپنے پروگرام کے اختتام پر دعا کرتے ہیں۔ تمام احمدی میرے ساتھ دعا میں شامل ہوں گے۔ اور تمام دیگر مہمان اپنے اپنے طریق کے مطابق دعا کر سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اور بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

حضور انور کے اس خطاب نے مہمانوں پر گہرا اثر چھوڑا اور بہت سے مہمانوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہمارے دل بدل دئے ہیں۔ ان مہمانوں میں سے چند ایک مہمانوں کے تاثرات ذیل میں درج ہیں:

۞ ایک مہمان حسین صاحب نے کہا:

مجھے حضور انور کا خطاب بہت اچھا لگا۔ بہت سی باتوں پر یقین نہیں ہے لیکن پھر بھی مجھے خطاب اچھا لگا ہے۔ جلسہ کا ماحول حیرت انگیز تھا۔ حضور کی شخصیت مجھے بہت اچھی لگی۔ حضور جانتے ہیں انہوں نے اپنی جماعت کے لوگوں کا خیال کس طرح رکھنا ہے۔ میں یہ دیکھ کر بھی حیران ہوں کہ جماعت کے لوگوں میں حضور انور کیلئے محبت اور اطاعت کا کتنا جذبہ ہے۔

۞ ایک مہمان Dan صاحب نے کہا:

حضور کا خطاب دلچسپ تھا۔ حضور نے جو امن کا پیغام دیا ہے وہ عالمی understanding کیلئے بہت ضروری ہے۔ میں نے خطاب سے یہ بات اخذ کی ہے کہ انسانوں کو مل جل کر رہنا چاہئے اور ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے۔ حضور نے بتایا کہ کس طرح مختلف مذہب و ملت کے لوگ اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اس بات کی میں قدر کرتا ہوں اور حضور کے اندازِ بیان سے متاثر ہوا ہوں۔

۞ ایک مہمان Karl Heinz صاحب نے بیان کیا:

میں حضور کے خطاب سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں۔ آپ نے وہ باتیں کہی ہیں جو Pope نے بھی کبھی نہیں کہہ سکنی تھیں۔ میڈیا میں مسلمانوں کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ وہ سارے تشدد پسند ہوں اور ان کے خلاف اکسایا جاتا ہے اور عیسائیوں کو بطور معصوم پیش کیا جاتا ہے۔ آج مجھے اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم کا علم ہوا ہے۔ حضور کی شخصیت میں ایک روحانی تاثیر ہے۔ یہاں ایک پرامن ماحول ہے۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ اتنے زیادہ لوگ اتنے پیار سے اور مہذبانہ طریق پر اکٹھے رہ رہے ہیں۔

۞ ایک سیاستدان Norbert Wagner نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میں تین سالوں سے جلسہ کے موقع پر حضور کے خطابات سن رہا ہوں۔ آج کے خطاب نے بھی مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ آپ کا آج کا خطاب بہت واضح اور To the Point تھا۔ حضور انور کی شخصیت مثبت اور پرسکون ہے۔ جلسہ کا ماحول بھی بہت اچھا تھا اور سب لوگ پرامن ہیں۔

۞ اس سیاستدان کے ایک ساتھی Hans Olivier نے کہا:

حضور کے خطاب نے مجھے انتہائی متاثر کیا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک امتیاز ہے۔ اسلام کا مطلب ہی امن ہے۔ جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جو حقیقی اسلام کو پیش کر رہی ہے۔ یہ ایک بڑی حیران کردینے والی بات ہے کہ اتنا بڑا مجمع کتنے امن اور سکون کے ساتھ رہ رہا ہے۔ کوئی بھی کسی قسم کا مسئلہ نہیں کھڑا کر رہا۔ اگر اتنا مجمع جرمن لوگوں کا ہوتا تو کچھ لوگ ان میں ضرور ہوتے جو ماحول کو خراب کرتے۔

میں پچھلے تین سالوں سے آرہا ہوں۔ اس سال کے جلسہ سے میں گزشتہ سالوں کے جلسوں کی نسبت زیادہ متاثر ہوا ہوں۔ پتہ نہیں کیوں۔ شاید میں اب جلسہ سالانہ کے ساتھ مانوس ہوگیا ہوں اور اپنائیت سی محسوس کرنے لگ پڑا ہوں۔

۞ ایک Teacher جو انگریزی اور فرنچ زبان پڑھاتی ہیں انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میں پہلی بار ایسے بڑے مسلمانوں کے ایک پروگرام میں شامل ہوئی ہوں۔ اس کے انتظامات بہت اچھے۔ ہر طرف امن اور سکون تھا۔

خلیفہ نے بھی جو باتیں کیں وہ سب درست ہیں۔ اسلام کی اصل تعلیم کے بارہ میں جو بھی بتایا وہ ہر انسان جو عقل اور فہم رکھتا ہو سمجھ سکتا ہے۔ خلیفہ نے اسلام کی جو تصویر دکھلائی وہ ایک مثالی اور ideal معاشرے کی ہے۔

اسلام کی اصل تعلیم تو اس سے بالکل مختلف ہے جو میڈیا پیش کرتا ہے۔ میڈیا تو صرف بری اور Negative تصویر پیش کرتا ہے لیکن اصل میں اسلام ایسا مذہب نہیں ہے۔ اگر اس طرح اسلام پر عمل کیا جائے تو پھر سب کیلئے فائدہ مند ہو۔

۞ ایک مہمان Dominik صاحب نے کہا:

خلیفہ صاحب ایک پرامن اور محبت سے بھری ہوئی شخصیت ہیں۔ ان کے خطاب سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوا۔ جماعت کا پہلے سے کچھ تعارف تو تھا لیکن خلیفہ کی تقریر سننے کے بعد بہت سی نئی باتوں کا علم ہوا۔ خلیفہ صاحب نے واقعی اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کی ہے۔

۞ ایک مہمان Kai صاحب نے کہا:

تمام احمدی اچھا تاثر دے رہے ہیں کیونکہ سب پیار سے پیش آتے ہیں۔ احمدیت کو پہلے تو نہیں جانتے تھے لیکن دوسرے سنی مسلمانوں کو جانتے تھے۔ آج خلیفۃ المسیح نے اپنے ایڈریس میں جو اسلام کی تعلیم بتائی وہ بہت پرامن اور پیار والی ہے۔ خلیفہ صاحب کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ان کی ہر بات اور ہر لفظ سچا ہے۔

۞ ایک مہمان Matthias Schulz صاحب نے کہا:

آج خلیفۃ المسیح نے اپنے ایڈریس میں جو تعلیم رواداری کی اور مساوات کی پیش کی ہے یہ بہت ہی اعلیٰ تعلیم ہے۔ یہ جرمن قانون کے عین مطابق ہے۔ میرے ساتھ یونیورسٹی میں ایک احمدی پڑھتا ہے اور اس کے عمل سے نظر آتا ہے کہ احمدی مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں میں فرق ہے۔

ادھر جلسہ پر خاص طور پر ایک ایسا بھائی چارہ اور اتحاد نظر آتا ہے جو اور کسی جگہ نہیں پایا جاتا۔ عیسائیت میں بھی ایسا نہیں ملتا۔

ایک جرمن مہمان نے کہا کہ:

یوں لگتا تھا کہ یہ خلیفہ کا خطاب میں نے لکھا ہے کیونکہ اس کا ہر لفظ میرے دل کی آواز تھی۔

آج پروگرام کے مطابق رشین اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ملاقاتوں کے پروگرام تھے۔

## رشین ممالک کے مہمانوں کی حضور ایدہ اللہ سے ملاقات

آٹھ بجکر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور رشین ممالک کے مہمانوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ملاقات شروع ہوئی۔

پچاس کے قریب رشین مہمان آئے تھے۔ ان کا تعلق آرمینیا، قرغیزستان، آذربائیجان، جارجیا، چیچنیا اور ازبکستان سے تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری تمام مہمانوں سے تعارف حاصل کیا۔

۞ ایک چیچن خاندان کے سربراہ اور ان کی اہلیہ نے ملاقات کے دوران حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ (ان کے لئے حضور انور نے نسخہ تجویز فرمایا۔) ملاقات کے بعد ان پر حضور انور کی روحانیت کا گہرا اثر تھا۔ بے انتہا ممنونیت کے ساتھ اپنے مبلغ کو بار بار کہتے کہ آپ بھی حضور سے ہمارے لئے دعا کی درخواست کریں۔ نیز کہا کہ ہم بھی دعائیں کرتے ہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ حضور کی دعائیں شرفِ قبولیت پاتی ہیں۔ مبلغ نے کہا کہ آپ خود بھی حضور انور کو خط لکھیں، حضور انور خود خط پڑھتے ہیں، دعا کرتے ہیں اور خط کا جواب دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں خط کا جواب نہ بھی دیں، صرف ملاحظہ فرما کر دعائیں کر دیں یہی ہمارے لئے کافی ہے۔

۞ ایک نوجوان جو تقریباً حضور انور کے سامنے ہی بیٹھے ہوئے تھے نے بتایا کہ حضور انور کے وجود سے کوئی روحانی طاقت نکل کر مجھ کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھی۔ اور میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنا اعلیٰ معیار کا جلسہ ہوگا جس میں شمولیت کیلئے جا رہا ہوں۔ جلسہ میں گذارا ہوا وقت بہت ہی فائدہ مند تھا۔ اس جلسہ میں شمولیت میری زندگی کا سب سے خوبصورت اور کبھی نہ بھلایا جانے والا تجربہ ہے۔ اس جلسہ نے میری زندگی پر گہرا اثر کیا ہے۔

۞ ایک آذربائیجانی دوست جماعت کے محبت کے پیغام اور حضور انور کی سب مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی کوششوں کو بار بار اور بہت سراہتے رہے۔ جلسہ کے بارے میں اپنے تاثرات اس طرح بیان کئے کہ میں اس جلسہ میں شمولیت پر بہت ہی ممنون ہوں۔ نہایت اعلیٰ معیار کے انتظامات تھے۔ ڈسپلن بہت اچھا تھا۔ خدمت کرنے والوں کا انداز بہت ہی احترام والا تھا۔ صفائی و نظم و ضبط ہر ایک میں اور ہر جگہ ظاہر تھا۔ اس جلسہ کا اندازہ اور انتظامات سرکاری سطح کے انتظامات کے برابر تھے۔ میں بہت ہی مشکور ہوں اور دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کی حفاظت فرمائے۔

۞ ایک آرمینین خاتون نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں پہلی دفعہ آئی ہوں۔ مجھے جلسہ سالانہ بہت ہی اچھا لگا ہے۔ اتنے زیادہ لوگ تھے اور بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے سب ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے رہ رہے تھے۔ نظم و ضبط بہت اچھا تھا۔ ہم سب بہت ہی مطمئن ہیں۔

۞ ایک مہمان سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ نے اسلام کب قبول کیا تو اس پر موصوف نے بتایا کہ میں پیدائشی مسلمان ہوں۔ میرے والد صاحب مسلمان تھے لیکن میں صحیح اور حقیقی طور پر گزشتہ سال سے مسلمان ہوا ہوں۔ جب سے میرا جماعت سے رابطہ ہوا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ**

اب آپ حقیقی طور پر مسلمان ہوئے ہیں تو مزید غور کریں کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق جس مسیح اور مہدی علیہ السلام نے آنا تھا وہ آچکے ہیں۔ آپ ان کی تلاش کریں۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت جماعت احمدیہ ہی ہے۔ آپ دُعا کریں اور خدا تعالیٰ سے رہنمائی مانگیں۔

بعض مہمانوں نے اپنی رہائش کے حوالہ سے اور بعض نے اپنی بیماری کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور مشکلات دور فرمائے اور صحت دے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بعض مہمانوں کیلئے ہومیو پیتھک ادویات بھی تجویز فرمائیں۔

۞ قرغیزستان کی ایک خاتون نے سوال کیا کہ احمدیوں اور دوسروں میں کیا فرق ہے؟ اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جب اسلام کا نام لینے والے، اسلام کی تعلیمات کو بھلا دیں گے اور مسلمان نام کا رہ جائے گا۔ مسجدیں آباد تو ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں بدترین مخلوق ہوں گے۔ یعنی تمام خرابیوں کا سرچشمہ ہوں گے۔

تب ایک ریفارمر ایک مصلح آئے گا جو سب کو اکٹھا کرے گا، سب مذاہب کو ایک ہاتھ پر جمع کرے گا اور اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم کا پیغام پھیلائے گا۔ سب کو اخوت اور محبت میں پروئے گا۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ آپ مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام بن کر آئے۔ 1889ء میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا جبکہ دوسرے مسلمان کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان سے اُترنا ہے اور پھر مہدی علیہ السلام کے ساتھ ملکر کام کرنا ہے جبکہ ہم کہتے ہیں عیسیٰ نے آسمان سے نہیں آنا۔ آنحضرت ﷺ کی اُمت میں سے ہی آنا تھا۔ اور

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلوٰۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-16522243-0794 , 2248-5222
رہائش:: 2237-8468 , 2237-0471

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیاں اور احادیث بھی یہی بتاتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جس نے آنا تھا وہ آگیا جبکہ دوسرے مسلمان اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب تو ویٹیکن والوں نے بھی یہ اعلان کر دیا کہ جس عیسیٰ نے آنا تھا وہ اب کوئی نہیں آنا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زمین میں دفن کیا ہوا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ رکھا ہوا ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زیادہ مقام دینا چاہتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: آپ اس بارہ میں خدا سے رہنمائی مانگیں۔ دعا کریں اور خدا سے ہدایت طلب کریں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: میں نے بعض خواتین کے واقعات سنائے تھے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی کہ یہ وہی جماعت ہے جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ پس اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی دعا کرتے رہیں۔

پس بڑا فرق ہے کہ ہم آنے والے مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام کو ماننے والے ہیں جبکہ دوسرے کہتے ہیں کہ وہ ابھی نہیں آیا۔

سیریا میں جو قتل و غارت ہو رہی ہے اس پر ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیاں تھیں کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ مسلمان کو قتل نہ کرو۔ کلمہ پڑھنے والوں کو قتل نہ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو سلامتی لیکر آئے تھے۔ یہ کلمہ پڑھنے والے ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ پاکستان، سیریا، عراق، مصر اور دوسرے بعض مسلمان ملکوں میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ یہی چیزیں بتاتی ہیں کہ جس نے آنا تھا وہ آچکا ہے۔ اس کی مانو اور اسے قبول کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مسلمانوں کی یہ صفت بیان فرمائی تھی کہ رحماء بینھم کہ آپس ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں۔ ایک دوسرے کیلئے رحمت ہیں تو یہ رحم کیا ہے۔ یہ تو اس کے اُلٹ ظلموں کی ایسی داستانیں رقم کر رہے ہیں کہ شیطان بھی ان مظالم سے پناہ مانگے۔

۞ حضور انور نے فرمایا کہ اس لئے یہ سب کچھ دیکھ کر سوچنے کی بات ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ ان حالات میں خدا سے رہنمائی لیں اور اپنی دنیا اور عاقبت سنواریں۔ آپ یہاں جلسہ پر آئے ہیں اور اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔

ان مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور امن کے قیام کیلئے دعا کریں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں بھی دعا کرتا ہوں اور کوشش بھی کرتا ہوں۔ آج ہی میں نے اپنے ایڈریس میں کہا ہے کہ اور بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امن کے قیام کیلئے آئے تھے اور آج یہ کام خلافت احمدیہ کے ذریعہ جاری ہے۔ آج میں نے ان لوگوں کو یہی بتایا ہے کہ امن کی طرف آؤ۔ اسی میں تمہاری بقاء ہے۔

آخر پر سب مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ باری باری تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت طلباء کو قلم اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

یہ میٹنگ آٹھ بجکر تیس منٹ تک جاری رہی۔

## عرب احباب کی ملاقات

بعد ازاں آٹھ بجکر 35 منٹ پر عرب احباب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

عرب احباب کی تعداد 220 تھی جس میں سے جرمنی سے ایک سو چالیس احباب شامل ہوئے جبکہ بیلجئم، فرانس، سپین اور بعض دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے عرب احباب کی تعداد 80 تھی۔

۞ عراق سے تعلق رکھنے والے ایک عرب دوست نے بتایا کہ مجھے جلسہ بہت اچھا لگا ہے۔ میں مذہباً عیسائی ہوں اور اس جلسہ میں پہلی مرتبہ شامل ہوا ہوں۔ ہر کام بہت منظم تھا۔

۞ ایک اور دوست نے کہا کہ میں بھی پہلی مرتبہ شامل ہوا ہوں اور سیریا سے آیا ہوں۔ مجھے جلسہ کے تمام انتظامات بہت اچھے لگے ہیں۔ ہر جگہ پیار و محبت دیکھا ہے۔ یہاں کا ماحول اسلامی ہے۔ اور آپ سب لوگ اسلام کی بہت اچھی شکل پیش کر رہے ہیں۔

۞ ایک عرب مہمان نے عرض کیا کہ حضور انور دعا کریں کہ جن لوگوں کو ابھی قبولیت احمدیت کی توفیق نہیں ملی خدا تعالیٰ ان کی رہنمائی کرے اور انہیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس حالت میں ضروری ہے کہ اپنے ایمان کی مضبوطی کیلئے اور اپنے ایمان کو بچانے کیلئے اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کی جائے۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیریا کے حوالہ سے ایک سوال پر فرمایا کہ:

آپ کے لیڈروں کو سمجھ آرہی ہے اور نہ وہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کو مسلسل سمجھا رہے ہیں۔ وہاں ملاں ہیں جو فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلم امہ کو عقل دے، سمجھ دے، یہ ہم سب کو دعا کرنی چاہئے۔

یہ مسلمانوں کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ بجائے آپس میں رحم کرنے کے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر لگے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کے ارشاد رحماء بینھم کو بھول گئے ہیں۔ اور بجائے ایک دوسرے پر رحم کرنے کے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مسلمانوں کی ان ظالمانہ حرکتوں کی وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ یہ لوگ مغرب میں اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ کیا یہ سب باتیں مسلمانوں کو سوچنے پر مجبور نہیں کرتیں کہ جس مہدی علیہ السلام نے اور جس مسیح نے آنا تھا وہ آچکا ہے۔ ان موجودہ حالات میں مسلمانوں کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صرف مسلمان ہی ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بٹھائے بیٹھے ہیں۔ ورنہ جس عیسیٰ نے آنا تھا وہ اسی امت میں سے آنا تھا اور وہ آچکا ہے اور ہم اسے مان چکے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک حقیقی مومن کو اگر اپنے ایمان کی فکر ہے، اپنے ملک کی فکر ہے تو وہ خدا کی طرف توجہ کرکے دعا مانگے اور خدا سے ہدایت کا طالب ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب یہاں دیکھ لیں مختلف 30 سے زائد ممالک کی نمائندگی ہے۔ یوکے جلسہ پر 80 سے زائد ممالک کی نمائندگی ہوگی۔ تمام لوگ ایک ہاتھ پر جمع ہیں اور اسلامی تعلیم کا نمونہ دکھا رہے ہیں اور آپس میں پیار و محبت اور رواداری سے پیش آرہے ہیں۔ کیا یہ دلیل کافی نہیں کہ جماعت احمدیہ اسلام کی خوبصورت تصویر دکھا رہی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔

۞ عرب مہمانوں میں سے ایک دوست ایک مہینہ پہلے احمدی ہوئے ہیں۔ انہوں نے روتے ہوئے بتایا کہ وہ اٹلی میں اپنے اہل خانہ، والدین اور بھائیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور علاقے کے نماز سنٹر میں امام مسجد تھے۔ ایک ماہ قبل اللہ تعالیٰ نے انہیں احمدیت کی نعمت عطا فرمائی تو انہوں نے نماز سنٹر جانا چھوڑ دیا۔ اب ان کے دوست اور رشتہ دار تمسخرانہ انداز میں نمازوں کے اوقات میں انہیں کہتے ہیں کہ آؤ ہمیں نماز نہیں پڑھانی؟

اس پر حضور انور نے انہیں فرمایا کہ آپ انہیں یہ جواب دیا کرو کہ میں صرف مومنوں کا امام ہوں اور مومنوں کی امامت کراؤں گا۔

۞ فرانس سے آئے ہوئے ایک عرب احمدی نے بتایا:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے میں نے رؤیا میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ
يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي

پھر ایک نوجوان کو دیکھا جس کے بارہ میں مجھے خواب میں کہا گیا کہ یہ تمہارا نیا امیر خلیفہ ہے۔

اس رؤیا کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات ہوگئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا انتخاب ہوا تو مجھے یہ رؤیا یاد آگیا کیونکہ خواب میں دیکھے گئے نئے امیر یا خلیفہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی تھے۔

۞ ایک دوست نے عرض کیا کہ میں 2006ء سے احمدی ہوں۔ مجھے مشکلات کا سامنا ہے۔ میرے احمدی ہونے کی وجہ سے بیوی سے علیحدگی ہوگئی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ بیوی بھی مل جائے گی‘‘۔

۞ فلسطین کے مصائب کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مومنین والی دعائیں کریں۔ ایک جماعت بن کر دعائیں کریں۔ تب ہی مسئلہ حل ہوگا۔ دعاؤں سے ہی حل ہوگا اور کامیابی ہوگی۔

۞ ملاقات کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

۞ نو بجکر دس منٹ پر عرب احباب سے ملاقات کا یہ پروگرام ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔ نو بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے آئے۔

۞


10 Years Quality Service 2003-2013
Study Abroad
سٹڈی ابراڈ
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association, USA.
• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.
Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh,
Phone : +91 40 49108888.

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

بقیہ: منصف کے جواب میں از صفحہ 2

یہ وہ ذلتیں تھیں جو مقررہ میعاد سے قبل فوری اور پیشگی اور فاضلے کے طور پر تھیں۔ وہ ذلتیں جو اس میعاد کے اندر مثلث مذکور کو پہنچیں وہ الگ تھیں۔ ان کا بھی خاکسار اس جگہ مختصراً ذکر کرے گا۔

## جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا

مولوی محمد حسین بٹالوی نے بڑی محنت اور کوشش سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے خلاف فتویٰ کفر حاصل کر کے عام مسلمانوں میں تذلیل کرنی چاہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ اس پیشگوئی میں سزا بالمثل کا وعدہ دیا، کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی خود اس فتویٰ کے نیچے آ گیا۔

ہوا یوں کہ 14 اکتوبر 1898ء کو وکٹوریہ پریس لاہور سے محمد حسین بٹالوی نے ایک رسالہ انگریزی میں شائع کیا۔ جس میں اس نے گورنمنٹ انگریزی کو خوش کرنے اور اس سے زمین حاصل کرنے کیلئے اپنے ان مضامین کی فہرست شائع کی جو اس نے گورنمنٹ انگریزی کی وفاداری میں رسالہ اشاعۃ السنۃ میں لکھے تھے۔

اس حوالہ سے خصوصاً اُس نے حکومت انگریزی کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے لکھا کہ میں مہدی کے آنے کی تمام حدیثیں موضوع سمجھتا ہوں۔ جس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ میں تو حکومت کا وفادار ہوں اور مرزا غلام احمد ایسے مہدی کی آمد کا پرزور حامی ہے جو آ کر حکومت کے خلاف تلوار اُٹھائے گا۔

یہ رسالہ اس نے بڑی احتیاط سے پوشیدہ طور پر شائع کیا کیونکہ اس میں ان عقائد کی تردید تھی جن کا اظہار وہ اپنی تقاریر اور وعظ وغیرہ میں عام مسلمانوں میں کرتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت سے اس کی یہ کاروائی پوشیدہ نہ رہی اور پکڑی گئی۔ اور نہ صرف قوم کو اس سے اطلاع ہوئی بلکہ گورنمنٹ تک بھی یہ بات پہنچ گئی کہ اس نے اپنی تحریروں میں دونوں فریق یعنی گورنمنٹ اور عوام کو دھوکا دیا ہے اور یہ پردہ دری محمد حسین بٹالوی کی سخت ذلت کا باعث بنی۔ لیکن ابھی اصل ذلت باقی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی اس منافقانہ کاروائی پر علماء ہند سے فتویٰ طلب کیا جس میں حضور نے لکھا:

### استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ایک شیخ مہدی موعود کے آنے سے جو آخری زمانہ میں آئے گا اور بطور ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے قطعاً انکار کرتا ہے اور اس جمہوری عقیدہ کو جس پر تمام اہل سنت دلی یقین رکھتے ہیں۔ سراسر لغو اور بیہودہ سمجھتا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا ایک قسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے کیا ہم اس کو اہل سنت میں سے اور راہ راست پر سمجھ سکتے ہیں یا وہ کذاب اور اجماع کو چھوڑنے والا اور ملحد و دجال ہے۔ بینوا و توجروا۔ المرقوم 29 دسمبر 1898ء مطابق 15 شعبان المبارک 1316 ہجری۔

السائل المعتصم باللہ الاحد مرزا غلام احمد عافاہ اللہ وایّد

مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 96

حضرت مسیح موعودؑ نے یہ استفتاء لکھ کر اپنے ایک مخلص مرید ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب گوڑیانی کو دیا کہ وہ علماء سے اس کا جواب لائیں چنانچہ وہ بڑے بڑے علماء مثلاً مولوی عبد الحق صاحب غزنوی۔ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی۔ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام شاہی مسجد۔ مولوی محمد عبد اللہ ٹونکی۔ مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب شیخ الکل دہلوی۔ مولوی فتح محمد صاحب مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔ مولوی خواجہ عبد الرزاق صاحب بلند شہر اور مولوی عبد العزیز صاحب لدھیانوی وغیرہ 20 علماء کے پاس پہنچے۔ یہ محض 20 علماء نہیں تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک اپنے آپ میں ایک تنظیم کا حکم رکھتا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ سینکڑوں علماء و فضلا وابستہ تھے۔ خصوصاً انجمن تائید اسلام امرتسر کے تو تین سو کے قریب علماء و رؤسا ممبر تھے۔ ان سبھی نے اس استفتاء پر بالاتفاق یہ لکھا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص ''کافر مبتدع ضال۔ مضل۔ مفتری خارج از اہل سنت والجماعت اور کذاب و دجال ہے۔'' مکمل۔ فتاویٰ دیکھنے کے لئے ملاحظہ فرمائیں کتاب ''آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا'' مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی تراب احمدی ثم عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم مطبوعہ ستمبر 1912 مطبع الحق دہلی۔

اخبار الحکم 10 جنوری 1899ء صفحہ 7 کالم 1 کے مطابق ڈاکٹر صاحب دہلی لاہور امرتسر وغیرہ سے یہ تمام فتاویٰ لکھوا کر 3 جنوری 1899 کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؑ نے اسی روز ایک اشتہار کے ذریعہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے رسالہ اور اپنے استفتاء اور علماء کے فتاویٰ کی مکمل روئداد شائع کردی۔ آپ نے خدا کا شکر کرتے ہوئے لکھا:

''آج یہ پیشگوئی کامل طور پر پوری ہوگئی کیونکہ مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تھی اور میرا نام کافر اور دجال اور کذاب اور ملحد رکھا تھا اور یہی فتویٰ کفر وغیرہ کا میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکھوایا اور اسی بنا پر محمد حسین مذکور کی تعلیم سے اور خود اس کے لکھوانے سے محمد بخش جعفر زٹلی لاہور وغیرہ نے گندے بہتان میرے پر اور میرے گھر کے لوگوں پر لگائے۔ سو اب یہی فتویٰ پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے استاد نذیر حسین نے اس کی نسبت دے دیا.....

ہر ایک سوچ سکتا ہے کہ اس منافقانہ کاروائی سے جو محمد حسین گورنمنٹ کو تو کچھ کہتا رہا اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو کچھ کہتا رہا کامل درجہ پر اس کی ذلت ہوگئی ہے اور مولویوں کی طرف سے وہ بُرے خطاب بھی اس کو مل گئے ہیں جو سراسر ظلم سے اس نے مجھے دیئے تھے۔ یعنی ہر ایک نے اس کو کذاب اور دجال سمجھ لیا ہے۔

اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ۔ الحکم 10 جنوری 1899 صفحہ 4

## یعض الظالمُ علی یدیہ ویوثق

ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔

ایک اور پہلو 21 نومبر 1899 کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا یہ ہے کہ مسٹر جے ایم ڈوئی ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اپنے حکم 24 فروری 1899 میں مولوی محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائے کہ وہ آئندہ حضرت مسیح موعودؑ کو دجال اور کافر اور کاذب نہیں کہے گا۔ اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہیں لکھے گا۔ اور اس نے عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر اقرار کیا کہ آئندہ وہ آپ کو کسی مجلس میں کافر۔ دجال اور جھوٹا کر کے مشہور نہیں کرے گا۔

قارئین غور فرمائیں کہ اس اقرار کے بعد اس کا وہ استفتاء کہاں گیا جس کو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے تیار کیا تھا۔ اگر وہ اس فتوے میں حق بجانب ہوتا تو اسے حاکم کے سامنے یہ جواب دینا چاہئے تھا کہ بلاشبہ یہ شخص میرے نزدیک کافر ہے۔ دجال ہے۔ جھوٹا ہے۔ خصوصاً جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی کے آخری لمحات تک انہیں عقائد پر قائم رہے جن کو مولوی محمد حسین بٹالوی نے کلمات کفر قرار دیا تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں سے توبہ کرلی اور اقرار کرلیا کہ میں آئندہ ایسے کلمات منہ پر نہیں لاؤں گا۔ اہل حدیث کا سرغنہ کہلا کر وہ مشہور حدیث بھول گیا جس میں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ:

اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

(ترمذی کتاب الفتن باب افضل الجہاد)

یعنی بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق اور انصاف کی بات کہنا ہے۔ ہمارا حسن ظن ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اس حدیث کو بھولا نہیں ہوگا بلکہ طوطے کی طرح اُسے یہ حدیث یاد ہوگی۔ لیکن چونکہ حق و انصاف کی بجائے اس نے جھوٹ کی تائید کی اس لئے اس جہاد افضل سے محروم رہا۔ قول حق وانصاف تو دور کی بات ہے وہ اپنے جھوٹ پر بھی حاکم کے خوف کی وجہ سے قائم نہ رہ سکا۔

الغرض یہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور عدالت کے کمرے میں جب حاکم کی طرف سے مولوی مذکور کو یہ فہمائش کی گئی کہ آئندہ ایسی گندی تحریریں شائع نہ کرے اور کافر اور دجال اور کاذب نہ کہے تو مسٹر براؤن حضور کا وکیل بھی بے اختیار بول اٹھا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔

معترض کا کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نوٹس پر دستخط کیے اس کا جواب خود حضورؑ کے ہی الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضور فرماتے ہیں:

''یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کیے ہیں۔ مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں کیونکہ ابتداء سے ہی میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ٹھہر سکتا.... سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب کے روبرو میں نے اسبات کا اقرار کیا کہ میں ان کو کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔ ہاں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو کر ایک سچے ولی اللہ کے دشمن بن جاتے ہیں ان سے نیک عملوں کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور دن بدن ان کے دل کا نور کم ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن چراغ سحری کی طرح گل ہو جاتا ہے۔ سو یہ میرا عقیدہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ رسول اللہؐ کی طرف سے ہے۔

نیز فرمایا:

''غرض جس شخص نے ناحق جوش میں آ کر مجھ کو کافر قرار دیا اور میرے لئے فتویٰ طیار کیا کہ یہ شخص کافر دجال کذاب ہے۔ اس نے خدا تعالیٰ کے حکم سے تو کچھ خوف نہ کیا کہ وہ اہل قبلہ اور کلمہ گو کو کیوں کافر بناتا ہے اور ہزار ہا بندگان خدا کو جو کتاب اللہ کے تابع اور شعار اسلام ظاہر کرتے ہیں کیوں دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے لیکن مجسٹریٹ ضلع کی ایک دھمکی سے ہمیشہ کیلئے یہ قبول کرلیا کہ میں آئندہ ان کو کافر اور دجال اور کذاب نہیں کہوں گا۔ اور آپ ہی فتویٰ تیار کیا اور آپ ہی حکام کے خوف سے منسوخ کر دیا۔ اور ساتھ ہی جعفر زٹلی وغیرہ کی قلمیں ٹوٹ گئیں۔ اور باایں ہمہ رسوائی۔ پھر محمد حسین نے اپنے دوستوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ فیصلہ میری منشاء کے موافق ہوا ہے لیکن سوچ کر دیکھو کہ کیا محمد حسین کا یہی منشاء تھا کہ آئندہ مجھے کافر نہ کہے اور تکذیب نہ کرے اور ان باتوں سے توبہ کرکے اپنا مونہہ بند نہ کرلے اور کیا جعفر زٹلی یہ چاہتا تھا کہ اپنی گندی تحریروں سے باز آ جائے؟ پس اگر یہ وہی بات نہیں جو اشتہار 21 نومبر 1898ء کی پیشگوئی پوری ہوگئی اور خدا نے میرے ذلیل کرنے والے کو ذلیل کیا تو اور کیا ہے؟ جس شخص نے اپنے رسالوں میں یہ عہد شائع کیا تھا کہ میں اس شخص کو مرتے دم تک کافر اور دجال کہتا رہوں گا۔ جب تک وہ میرا مذہب قبول نہ کرے تو اس میں اس کی کیا عزت رہی جو اس عہد کو اس نے توڑ دیا۔ اور وہ جعفر زٹلی جو گندی گالیوں سے کسی طرح باز نہیں آتا تھا اگر ذلت کی موت اس پر وارد نہیں ہوئی تو اب کیوں نہیں گالیاں نکالتا اور اب ابو الحسن تبتی کہاں ہے۔ اس کی زبان کیوں بند ہوگئی کیا اس کے گندے ارادوں پر کوئی انقلاب نہیں آیا؟ پس یہی تو وہ ذلت ہے جو پیشگوئی کا منشاء تھا کہ ان سب کے منہ میں لگام لگا دی گئی۔''

تریاق القلوب صفحہ 258 تا 262 مطبوعہ ربوہ مورخہ 1-11-79

## مولوی محمد حسین کی عالمانہ عزت خاک میں مل گئی

ایک اور امر جس سے مولوی مذکور کی عزت میں ایسا فرق آیا کہ گویا وہ خاک میں مل گئی یہ تھا کہ مولوی صاحب نے پیسہ اخبار اور اخبار عام میں شائع کر دیا

کہ وہ مقدمہ جو پولیس کی رپورٹ پر حضرت مسیح موعودؑ اور اس پر دائر کیا گیا تھا جس کا فیصلہ 24 فروری 1899 کو ہوا۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بری نہیں ہوئے بلکہ ڈسچارج ہوئے ہیں اور ڈسچارج بری کو نہیں کہتے بلکہ اسے کہتے ہیں جس پر جرم ثابت نہ ہوسکے۔

معترض نے بھی بغیر سوچے سمجھے لکھ دیا کہ آپ کو رہا کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اعتراض کا نہایت شرح وبسط کے ساتھ جواب دیا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

’’اس اعتراض سے محمد حسین کی غرض یہ تھی کہ تا لوگوں پر یہ ظاہر کرے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی .... یہ اس کی طرف سے محض افترا تھا اور دراصل ڈسچارج کا ترجمہ بری ہے اور کچھ نہیں۔ اس نے عقلمندوں کے نزدیک بری کے انکار سے اپنی بڑی پردہ دری کرائی کہ اس بات سے انکار کیا کہ ڈسچارج کا ترجمہ بری نہیں ہے....

انگریزی زبان میں کسی کو جرم سے بری سمجھنے یا بری کرنے کیلئے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ ایک Discharge دوسرے Acquit ڈسچارج اس جگہ بولا جاتا ہے کہ جہاں حاکم مجوز کی نظر میں جرم کا ابتداء سے ہی کچھ ثبوت نہ ہو اور تحقیقات کے تمام سلسلہ میں کوئی ایسی بات پیدا نہ ہو جو اس کو مجرم ٹھہرا سکے اور فرد قرارداد جرم قائم کرنے کے لائق کرسکے۔ غرض اس کے دامن عصمت پر کوئی غبار نہ پڑسکے۔ اور بوجہ اس کے کہ جرم کے ارتکاب کا کچھ بھی ثبوت نہیں۔ ملزم کو چھوڑا جائے۔ اور ایکئٹ اس جگہ بولا جاتا ہے جہاں اوّل جرم ثابت ہوجائے اور فرد قرارداد جرم لگائی جائے اور پھر مجرم اپنی صفائی کا ثبوت دیکر اس الزام سے رہائی پائے۔

غرض ان دونوں لفظوں میں قانونی طور پر فرق یہی ہے کہ ڈسچارج وہ بریت کی قسم ہے کہ جہاں سرے سے جرم ثابت ہی نہ ہوسکے۔ اور ایکئٹ وہ بریت کی قسم ہے کہ جہاں جرم تو ثابت ہوجائے اور فرد قرارداد بھی لگ جائے مگر آخر میں ملزم کی صفائی ثابت ہوجائے اور عربی میں بریت کا لفظ ایک تھوڑے سے تصرف کے ساتھ ان دونوں مفہوموں پر مشتمل ہے یعنی جب ایک ملزم ایسی حالت میں چھوڑا جائے کہ اس کے دامن عصمت پر کوئی دھبہ جرم کا لگ نہیں سکا اور وہ ابتداء سے کبھی اس نظر سے دیکھا ہی نہیں گیا کہ وہ مجرم ہے یہاں تک کہ جیسا کہ وہ داغ سے پاک عدالت کے کمرہ میں آیا ویسا ہی داغ سے پاک عدالت کے کمرہ سے نکل گیا۔ اسی قسم کے ملزم کو عربی زبان میں بری کہتے ہیں اور جب ایک ملزم پر مجرم ہونے کا قوی شبہ گذر گیا اور مجرموں کی طرح اس سے کارروائی کی گئی اور اس تمام ذلت کے بعد اس نے اپنی صفائی کی شہادتوں کے ساتھ اس شبہ کو اپنے سر پر سے دور کردیا تو ایسے ملزم کا نام عربی زبان میں مبرء ہے پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ ڈسچارج کا عربی میں ٹھیک ٹھیک ترجمہ بری ہے۔ اور ایکئٹ کا ترجمہ مبرّء ہے‘‘۔

اشتہار 17 دسمبر 1899 مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 192

## بٹالوی کی نام نہاد عزت

معترض نے لکھا ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے مولوی محمد حسین بٹالوی کو بطور اعزاز زمین کا عطیہ ملا۔ یعنی بجائے ذلت کے عزت ہوگئی ہے۔

تعجب ہے معترض کی عقل پر کہ ایک باعث ذلت چیز کو باعث عزت قرار دے رہا ہے۔ مولوی مذکور نے سرکار سے زمین کا یہ ٹکڑا اپنے اس انگریزی رسالے کے عوض میں حاصل کیا تھا جس میں اُس نے مہدی سے تعلق رکھنے والی احادیث کا انکار کیا اور لکھا کہ میں ان احادیث کو موضوع مانتا ہوں۔ یہ رسالہ مولوی مذکور نے 14 اکتوبر 1898 کو وکٹوریہ پریس لاہور سے شائع کیا۔ اس رسالہ میں اس نے اپنے ان مضامین کی فہرست دی ہے جو اس نے انگریزی حکومت کی وفاداری میں لکھ کر رسالہ ’’اشاعت السنہ میں شائع کئے۔‘‘

ہم معترض کی اس بات سے متفق ہیں کہ مولوی محمد حسین کو سرکار سے زمین کا عطیہ ملا۔ لیکن ان تمام عقائد سے انحراف کے نتیجہ میں ملا جنکا اسلام کی احیاءنو سے تعلق تھا یعنی امام مہدی کی آمد۔ اب کیا ایک عالم دین اور اہل حدیث کا سرغنہ کہلانے والے کے لئے ۔زمین کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کی خاطر اسلام کے بنیادی عقائد سے توبہ کرلینا باعث ذلت نہیں! خصوصاً ایسے عالم دین کیلئے جو اپنے آپ کو دین کے دفاع کا واحد ذمہ دار سمجھتا تھا۔

افسوس کہ اس بدنصیب نے دنیاوی عزت کے حصول کیلئے آسمانی عزت کو ٹھکرا دیا اور اس قرآنی آیت کا مصداق بن گیا کہ وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخۡلَدَ اِلَى الۡاَرۡضِ

(الاعراف:177)

یعنی اگر ہم چاہتے تو اسے بہت اونچا مقام عطا کرتے لیکن وہ خود ہی زمین کی طرف جھک گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معاملہ اس سے بالکل برعکس ہے۔ آپ کا خاندان زمین دار تھا۔ اردگرد کے 80 دیہات آپ کی جاگیر تھے۔ لیکن آپ نے اس زمین داری سے منہ موڑ کر دینداری اور علوم ومعارف کے حصول کا مشغلہ اختیار فرمایا۔ اور محمد حسین ایک عالم تھا لیکن اس نے علمی مشاغل سے انحراف کرکے کھیتی باڑی کو اختیار کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’یہ سوال کہ محمد حسین کو کچھ زمین مل گئی ہے یعنی بجائے ذلت کے عزت ہوگئی ہے۔ یہ نہایت بیہودہ خیال ہے بلکہ یہ اُس وقت اعتراض کرنا چاہئے تھا کہ جب اس زمین سے محمد حسین کچھ منفعت اُٹھالیتا۔ ابھی تو وہ ایک ابتلاء کے نیچے ہے کچھ معلوم نہیں کہ اس زمین سے انجام کار کچھ زیرباری ہوگی یا کچھ منفعت ہوگی۔ ماسوا اس کے کنز العمال کی کتاب المزارعہ میں یعنے صفحہ 73 میں جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث موجود ہے لا تدخل سکۃ الحرث علیٰ قوم الا اذلھم اللہ طب عن ابی یمامہ۔ یعنی کھیتی کا لوہا اور آلہ کسی قوم میں نہیں آتا جو اس قوم کو ذلیل نہیں کرتا۔ پھر اسی صفحہ میں ایک دوسری حدیث ہے۔ انہ صلی اللہ علیہ رأی شیئًا من آلۃ الحرث فقال لایدخل ھذا بیت قوم الادخلہ الذّل ۔(خ عن اَبی اُمامۃ) یعنی آنحضرت ﷺ نے ایک آلہ زراعت کا دیکھا اور فرمایا کہ یہ آلہ کسی قوم کے گھر میں داخل نہیں ہوتا مگر اس قوم کو ذلیل کردیتا ہے۔ اب دیکھو ان احادیث سے صریح طور پر ثابت ہے کہ جہاں کاشت کاری کا آلہ ہوگا وہیں ذلّت ہوگی۔ اب ہم میاں ثناء اللہ کی بات مانیں یا رسول اللہ ﷺ کی جو شخص آنحضرت ﷺ کی بات پر ایمان رکھتا ہے اس کو ماننا پڑے گا کہ کسی کے گلے میں کاشت کاری کا سامان پڑا یہ بھی ایک قسم کی ذلت ہے سو یہ تو میاں ثناء اللہ نے ہماری مدد کی کہ جس قسم کی ذلّت کی ہمیں خبر بھی نہیں تھی ہمیں خبر دے دی۔ ہمیں تو پانچ قسم کی ذلت کی خبر تھی۔ اس چھٹی قسم کی ذلت پر میاں ثناء اللہ کی معرفت اطلاع ہوئی۔

حاشیہ میں حضورؑ فرماتے ہیں:

قرآن شریف میں یہ قسم مذکور ہے کہ یہودیوں نے آسمانی کھانے سے انکار کرکے حضرت موسیٰؑ سے زمین مانگی تھی اور ساگ اور عدس اور پیاز وغیرہ کے خواہشمند ہوئے تھے۔ تب خدا نے ان کی یہ درخواست منظور کرکے فرمایا کہ تم نے زمین نہیں لی بلکہ اپنے لئے ذلت لے لی۔ اگر چاہو تو قرآن شریف میں سے یہ تمام آیات غور سے پڑھو من بقلھا وقثائھا وفومھا وعدسھا اس آیت تک کہ وضربت علیھم الذّلّۃ والمسکنۃ اب اس جگہ اگر کچھ ان دونوں قصوں میں فرق ہے تو صرف یہی کہ یہودیوں نے حضرت موسیٰؑ سے زمین مانگی اور ذلت کی پیشگوئی سنی۔ اور محمد حسین نے مسٹر جے ایم ڈوئی سے زمین مانگی مگر ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے بھی کچھ فرمایا یا نہیں۔ یہودیوں کا آسمانی کھانا من اور سلویٰ تھا اور محمد حسین کا آسمانی کھانا متوکلانہ رزق تھا اب نمبرداری کی خواہش ہوئی دیکھیں نتیجہ کیا ہو۔ (اشتہار 17 دسمبر 1899)

قارئین کرام! نتیجہ یہ ہوا کہ وہ زمین مزید ذلت کا باعث ہوئی اس کا حال خود مولوی محمد حسین کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد 20 بابت 1904ء کے صفحہ 2 پر زیر عنوان **’’ہم اور ہمارے خریدار معاون‘‘** رسالہ اشاعت السنۃ کے ماہوار نہ نکلنے اور عدم ایفا عہد کی معذرت کرتے ہوئے محمد حسین بٹالوی لکھتا ہے۔

’’جلد 19 میں وعدہ ہوا تھا کہ آئندہ پرچہ ماہوار نکلے گا۔ وہ کیوں پورا نہ ہوا؟ حضرات اول میرے جوان لڑکوں کی آوارگی نے مجھے زمینداری کے اہتمام میں پھنسا دیا۔ اس کو چھوڑ کر زمین ٹھیکہ پر دی گئی۔ تو میرے اہل خانہ کا جس سے میرا گھر آباد تھا انتقال ہوگیا تو بجائے زمین اس کے چار چھوٹے چھوٹے بچوں کی تعلیم وتربیت کی نگرانی میرے ذمہ پڑ گئی۔ جن کو اکیلا چھوڑ کر میں اہتمام رسالہ کے لئے لاہور نہ ٹھیر سکا اور اہل مطبع اور کاتب عموماً ایسے ہوتے ہیں جو سر پر کھڑے نہ رہو تو کام نہیں کرتے۔ جو نقد اور پیشگی دے اسی کا کام کرتے ہیں۔ مابعد والے کو ٹلاتے رہتے ہیں۔‘‘

اب جس اولاد کی تربیت کی ذمہ داری مولوی موصوف کے نازک کندھوں پر آپڑی اس کا بھی حال اس کی اپنی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے متعلق اشاعۃ السنۃ جلد 22 کے صفحہ 202 پر یوں نالہ کناں ہے کہ:

’’یہ عاجز ابتداء سے آج تک اپنی اولاد کی تعلیم دنیاوی کے ساتھ ان کی تعلیم عربی علوم دینی کیلئے ساعی رہا ہے۔ اور اب تک ہے۔ مگر افسوس ہے کہ میری سعی کا کافی اثر اب تک میری اولاد پر ظاہر نہیں ہوا ..... میرے پانچ جوان لڑکوں نے تحصیل علوم دینی سے صاف انکار اور خلاف ورزی احکام شریعت پر اصرار اختیار کیا اور میری فرمانبرداری اور میری اطاعت سے سرکشی کی۔ ’’بلفظہ یہ پانچ جوان لڑکوں کی تربیت اور تعلیم کا ذکر ہے جو خیر سے اپنے والد کی زیر نگرانی انہوں نے پائی۔ آگے ان کی سرکشی اور نافرمانبرداری کی تشریح بھی اسی کی قلم سے ہی ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتا ہے۔

’’ میرے لڑکوں کی سفاہت درجہ فسق کو کامل کرکے درجہ کفر کو پہنچ گئی ہے۔ اور تحصیل علوم دینی سے ان کے انکار اور فسق وفجور پر سالہا سال سے ان کے اصرار کرنے سے کوئی صورت ان کے رشد وہدایت کی نظر نہیں آتی (اشاعۃ السنۃ صفحہ 203)

اس ’’دیندار‘‘ اور ’’قرۃ العین‘‘ اولاد سے جس قدر بطالوی کی جان ضیق میں آئی ہوئی تھی اس سے تنگ آکر اسے اپنی جان و مال کا فکر دامنگیر ہوگیا جیسا کہ وہ لکھتا ہے کہ :۔

’’مجھے ظن غالب قریب بہ یقین ہے کہ اگر میں اپنی جائیداد کو جو پچیس ہزار روپیہ سے زیادہ مالیت کی ہے۔ اپنی ملکیت میں چھوڑ کر مروں گا تو وہ جو زناکاری شرابخوری میں مبتلا ہیں۔ تھوڑے دنوں میں رنڈی بازی شراب خوری میں تلف کردیں گے۔‘‘

اشاعت السنۃ جلد 22 صفحہ 204

ایک مرتبہ ثناء اللہ امرتسری نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی اعتراض کیا تھا کہ اب تک مولوی محمد حسین کی کچھ بھی ذلت نہیں ہوئی۔ اس کے جواب میں حضورؑ نے فرمایا:

ہم حیران ہیں کہ اس صریح خلاف واقعہ امر کا کیا جواب لکھیں ہم نہیں جانتے کہ ثناء اللہ صاحب کے خیال میں ذلت کس کو کہتے ہیں۔ ہاں ہم یہ قبول کرتے ہیں کہ ذلت کئی قسم کی ہوتی ہے اور انسانوں کی ہر ایک طبقہ کے مناسب حال ایک قسم کی ذلت ہے مثلاً

زمینداروں میں سے ایک وہ ہیں جو فقط سرکاری دستک جاری ہونے سے اپنی ذلت خیال کرتے ہیں اور ان کے مقابل پر اس قسم کے زمیندار بھی دیکھے جاتے ہیں کہ قسط مالگذاری بروقت ادا نہ ہونے کی وجہ سے تحصیل کے چپڑاسی ان کو پکڑ کر لے جاتے ہیں اور بوجہ نہ ادائیگی معاملہ کے سخت گوشمالی کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات دو چار جوتے ان کو مار بھی دیتے ہیں اور وہ زمیندار ہنسی خوشی مار کھا لیتے ہیں اور ذرہ خیال نہیں کرتے کہ کچھ بھی انکی بے عزتی ہوئی ہے اور ان سے بھی زیادہ بعض شریر چوہڑوں اور چماروں اور ساہنسیوں میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ جو جیلخانہ میں جاتے ہیں اور چوتڑوں پر بید بھی کھاتے ہیں اور با ایں ہمہ کبھی نہیں سمجھتے کہ ہماری عزت میں کچھ بھی فرق آیا ہے بلکہ جیل میں ہنستے اور گاتے رہتے ہیں گویا ایک نشے میں ہیں۔ اب چونکہ عزتیں کئی قسم کی اور ذلتیں بھی کئی قسم کی ہیں اس لئے یہ بات میاں ثنا اللہ سے پوچھنے کے لائق ہے کہ وہ کس امر کو شیخ محمد حسین کی ذلت قرار دیتے ہیں اور اگر اتنی قابل شرم باتوں میں سے جو بیچارے محمد حسین کو پیش آئیں اب تک اس کی کچھ بھی ذلت نہیں ہوئی تو ہمیں سمجھاویں کہ وہ کون سی صورت تھی جس سے اس کی ذلت ہوسکتی اور بیان فرماویں کہ جو مولوی محمد حسین جیسی شان اور عزت کا آدمی ہو اس کی ذلت کس قسم کی بے عزتی میں متصور ہے اب تک تو ہم یہی سمجھے بیٹھے تھے کہ شریف اور معزز انسانوں کی عزت نہایت نازک ہوتی ہے اور تھوڑی سی کسر شان سے عزت میں فرق آجاتا ہے مگر اب میاں ثناء اللہ صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام قابل شرم امور سے مولوی صاحب موصوف کی عزت میں کچھ بھی فرق نہیں آیا۔ پس اس صورت میں ہم اس انکار کا کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے۔ جب تک کہ میاں ثناء اللہ کھول کر ہمیں نہ بتلاویں کہ کس قسم کی ذلت ہونی چاہئے تھی جس سے موحدین کے اس ایڈوکیٹ کی عزت میں فرق آجاتا۔ اگر وہ معقول طور پر ہمیں سمجھا دیں گے کہ شریفوں اور معززوں اور ایسے نامی علماء کی ذلت اس قسم کی ہونی ضروری ہے۔ تو اس صورت میں اگر ہماری پیشگوئی کے رُو سے وہ خاص ذلت نہیں پہونچی جو پہنچنی چاہئے تھی تو ہم اقرار کر دیں گے کہ ابھی پیشگوئی پورے طور پر ظہور میں نہیں آئی لیکن اب تک تو ہم مولوی محمد حسین کی عالمانہ حیثیت پر نظر کر کے یہی سمجھتے ہیں کہ پیشگوئی ان کی حیثیت کے مطابق اور نیز الہامی شرط کے مطابق پورے طور پر ظہور میں آچکی۔ مدت ہوئی کہ ہمیں ان تمام مولویوں سے ترک ملاقات ہے ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں کہ یہ لوگ اپنی بے عزتی کس حد کی ذلت میں خیال کرتے ہیں۔ اور کس حد کی ذلت کو ہضم کر جاتے ہیں۔ میاں ثنا اللہ کو اعتراض کرنے کا بے شک حق ہے مگر ہم جواب دینے سے معذور ہیں جب تک وہ کھول کر بیان نہ کریں کہ بے عزتی تب ہوتی تھی کہ جب ایسا ظہور میں آتا۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ انسانوں کی مختلف طبقوں کے لحاظ سے بے عزتی بھی مختلف طور پر ہے اور ہر ایک کیلئے وجوہ ذلت کے جدا جدا ہیں لیکن ہمیں کیا خبر ہے کہ آپ لوگوں نے مولوی محمد حسین کو کس طبقہ کا انسان قرار دیا ہے اور اس کی ذلت کن امور میں تصور فرمائی ہے۔ ہماری دانست میں تو میاں ثناء اللہ کو مولوی محمد حسین صاحب سے کوئی پوشیدہ کینہ ہے کہ وہ اب تک ان کی اس درجہ کی ذلت پر راضی نہیں ہوئے جو شریفوں اور معززوں اور اہل علم کے لئے کافی ہے۔ تریاق القلوب صفحہ 268 تا 270

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری خالد احمدیت اپنی ایک حلفیہ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب کی وفات سے چند دن پیشتر جب کہ خاکسار راقم الحروف اور دیگر بہت سے احمدی طلباء مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ان کی مسجد واقع بٹالہ میں ملے تھے تو انہوں نے اس سوال کے جواب میں کہ ”کیا پہلے آپ کی بہت عزت ہوتی تھی اور اب نہیں ہے؟“ نہایت غصہ کے لہجہ میں کہا تھا کہ ”نہ میری پہلے کبھی عزت ہوئی نہ اب ہے؟“ یہ مرزا صاحب نے یوں ہی لکھ دیا ہے کہ پہلے میری عزت ہوتی تھی اور اب میں ذلیل ہوگیا ہوں۔ سچ ہے انی مھین من اراد اھانتك۔
(تفہیمات ربانیہ صفحہ 615)

مولوی محمد حسین بٹالوی کی عبرتناک زندگی کا مفصل حال جاننے کیلئے حضرت میر قاسم علی صاحبؓ مرحوم ایڈیٹر فاروق کا رسالہ ”بطالوی کا انجام“ قابل دید مرقع ہے۔ قارئین اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

جہاں تک ابوالحسن تبتی اور جعفر زٹلی وغیرہ کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں بھی کافی کچھ لکھا جا چکا ہے۔

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”زٹلی کی تحریر میں علمی رنگ میں کوئی اعتراض نہیں تا اُس کا دفع کرنا مقدم ہوتا بلکہ وہ تو صرف مسخرہ پن سے ہنسی اور ٹھٹھے کے طور پر نہایت گندی گالیاں دیتا ہے اور بجز اُن گالیوں کے اس کے اخبار اور اشتہار میں کچھ نہیں۔ اور اسی قدر حیثیت اس کی زٹلی کے لفظ سے بھی مفہوم ہوتی ہے جو اس نے اپنے لئے مقرر کیا ہے۔“
(روحانی خزائن جلد 13 فریاد درد صفحہ 428 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعودؑ نے زٹلی اور تبتی کی عزت اور ذلت طفیلی لکھی ہے یعنی یہ دونوں بھی محمد حسین کے طفیل کافی ذلیل ہو چکے ہیں۔

پھر معترض نے بھی ان کا ”طفیلی“ ہونا تسلیم کر لیا ہے اب جس شخص کے متعلق اس کے اپنے خیر خواہ ہی طفیلی ہونے کا ثبوت دیں اس کی عزت کیا خاک باقی رہ جاتی ہے۔ طفیلی کا حمایتی بھی بہر حال طفیلی ہی ہوتا ہے۔

استخواں کھائے سگ یار کے ساتھ آ کے ہما
ہے مناسب کہ طفیلی بھی ہو مہمانی میں

جاری

**تنویر احمد ناصر - قادیان**

بقیہ : خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 20

دوسری شرط ندم ہے یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کانشنس اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وہ اس کو ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے مگر بدبخت انسان اس کو معطل چھوڑ دیتا ہے۔ پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذات عارضی اور چندروزہ ہیں اور پھر یہ بھی سوچے کہ ہر مرتبہ اس لذت اور حظ میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بڑھاپے میں آکر جبکہ قویٰ بیکار اور کمزور ہو جائیں گے آخر ان سب لذات دنیا کو چھوڑنا ہوگا۔ پس جبکہ خود زندگی ہی میں یہ سب لذات چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر ان کے ارتکاب سے کیا حاصل؟ بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے اور جس میں اول اقلاع کا خیال پیدا ہو یعنی خیالات فاسدہ وتصورات بیہودہ کا قلع قمع کرے۔ جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے تو پھر نادم ہو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

تیسری شرط عزم ہے۔ یعنی آئندہ کے لئے مصمم ارادہ کر لے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا یہانتک کہ وہ سیئات اس سے قطعاً زایل ہو کر اخلاق حسنہ اور افعال حمیدہ اس کی جگہ لے لیں گے اور یہ فتح ہے اخلاق پر۔ اس پر قوت اور طاقت بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے۔ جیسے فرمایا ان القوۃ للہ جمیعاً۔

ساری قوتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور انسان ضعیف البنیان اور کمزور ہستی ہے۔ خلق الانسان ضعیفاً۔ اس کی حقیقت ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے قوت پانے کے لئے مندرجہ بالا ہر سہ اشیاء کو کامل کر کے انسان کسل اور سستی کو چھوڑ دے اور ہمہ تن مستعد ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ تبدیلی اخلاق کر دے گا۔

اللہ کرے کہ ہم اس سچی توبہ کرنے والوں میں شامل ہوں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ رمضان سے وابستہ تمام برکات جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کو حاصل کرنے والا بنائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت میں نماز جمعہ کے بعد تین جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ ہمارے مکرم محمد امتیاز احمد صاحب ابن مشتاق احمد صاحب طاہر کا ہے جو نوابشاہ کے رہنے والے تھے جن کو 14 رجولائی کو شہید کر دیا گیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ شام کو ساڑھے چار بجے کچھ نامعلوم موٹرسائیکل سوار آئے ان کی دوکان پر اور ان کو گولی مار کر شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تفصیلات کے مطابق محمد امتیاز احمد صاحب نوابشاہ شہر کے ٹرنک بازار میں واقع اپنی دوکان کے باہر کھڑے تھے کہ موٹرسائیکل پر دو نامعلوم سوار آئے اور ان پر فائرنگ کر کے فرار ہو گئے۔ فائرنگ کے نتیجے میں انہیں تین گولیاں لگیں دو گولیاں ان کے سر پر دائیں طرف لگیں اور بائیں طرف کان کے نیچے سے آر پار ہو گئیں جبکہ تیسری گولی ان کے ہاتھ پر لگی۔ بہر حال موقع پر شہادت ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دوسرا جنازہ ہے مکرم نصیر احمد انجم صاحب واقف زندگی کا جو جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد تھے۔ 1988ء میں جامعہ سے شاہد کی ڈگری لینے کے بعد میدان عمل میں آئے مختلف جماعتوں میں رہے۔ 1990ء میں موازنہ مذاہب کے تخصص کے لئے ربوہ بلایا گیا اور تخصص کے دوران ہی آپ نے جامعہ احمدیہ میں بطور استاد پڑھانا شروع کیا اور باقاعدہ طور پر 18 رجولائی 1999ء کو آپ مستقل طور پر استاد موازنہ مذاہب مقرر ہوئے اور تادم آخر اسی ذمہ داری کو باحسن نبھاتے رہے۔ جامعہ سے پاس ہونے کے بعد خدمت کا عرصہ تقریباً چھبیس سال ہے اور موازنہ مذاہب میں آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود اس کے کہ جوان مربیان میں تھے، علماء میں تھے، ایک اتھارٹی تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ بڑا علم تھا بڑا گہرا علم تھا۔ جامعہ میں تدریس کے علاوہ مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی آپ کو۔ پھر ایک خوبی ان کی یہ تھی گھر والے بتاتے ہیں کہ نظام جماعت کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر اپنے بچوں سے بھی کوئی کسی عہدے دار کے خلاف بات کرتا تو اس کو سمجھاتے اور اگر کوئی شخص کسی جماعتی فیصلے یا شخصیت کے خلاف بات کرنے کی کوشش کرتا تو اس کو بھی بڑی حکمت سے سمجھا دیتے۔ خلافت کے ساتھ غیر معمولی تعلق اور پیار تھا ان کو اور حقیقی سلطان نصیر میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند کرے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسے عالم باعمل جماعت کو اللہ تعالیٰ اور بھی عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ ہے مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کا جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ام ناصر کے بیٹے تھے۔ ان کی وفات ہوئی ہے گزشتہ سوموار کو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے 1944ء میں میٹرک پاس کیا پھر حضرت مصلح موعود کی خواہش پر ایگری کلچر کالج میں داخل ہو گئے۔ پھر دارالضیافت کی ابتدائی کچی عمارت جو مسجد مبارک کے سامنے تھی اس کا انتظام حضرت مصلح موعود نے ان کے سپرد کیا۔ موجودہ دارالضیافت کی ابتدائی تعمیر بھی آپ کے دور میں ہوئی۔ 82ء 83ء تک افسر لنگر خانہ کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔ پھر بطور نائب ناظر امور عامہ خدمت کی توفیق ملی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی زمینوں کی نگرانی بھی ان کے سپرد کی۔ ان کی شادی صاحبزادی صبیحہ بیگم صاحبہ بنت مکرم مرزا رشید احمد صاحب ابن حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے ساتھ ہوئی۔ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے ان کا۔ اپنے پوتوں کی شادی میں حضرت اماں جان نے جو شرکت فرمائی ان میں سے ان کی شادی آخری تھی جس میں حضرت اماں جان شامل ہوئیں تھیں۔

خلافت سے بڑا تعلق تھا اور اکثر یہاں فون کر کے بھی اس تعلق کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے بھی مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی خلافت سے وفا کا تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی اہلیہ بھی کافی بیمار ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی رحم اور فضل فرمائے۔

EDITOR
MUNIR AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager : 09464066686
Editor: 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 63 Thursday 31 july 7 Aug 2014 Issue No 31-32

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

# ہم میں سے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس رمضان کو رحمت اور بخشش کے حاصل کرنے اور جہنم سے نجات کا ذریعہ بنالیں گے۔ اللہ کرے کہ ہم سچی توبہ کرنے والوں میں شامل ہوں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں

## محترم محمد امتیاز احمد صاحب کی شہادت اور مکرم نصیر احمد انجم صاحب اور صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کی وفات اور ان کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

### خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 جولائی 2014ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ الزمر کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی۔

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ○ وَ اَنِیۡبُوۡۤا اِلٰی رَبِّکُمۡ وَ اَسۡلِمُوۡا لَہٗ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ○

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ تو کہہ دے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقینا اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے یقینا وہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے اور اپنے رب کی طرف جھکو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ پیشتر اس کے کہ تم تک عذاب آ جائے پھر تم کوئی مدد نہیں دیئے جاؤ گے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف آیات میں مختلف مضامین کے حوالے سے مختلف بندوں کو یہ امید دلائی ہے کہ وہ بے انتہا بخشنے والا اور اپنے بندوں پر بے انتہا رحم کرنے والا ہے۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان سے پہلی آیت میں یہی مضمون بیان ہوا ہے اور اس میں ہر اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کا، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش سے فیض پانے کا ایک خوبصورت پیغام ہے جو گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی سزا سے خوفزدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندو! میری رحمت سے مایوس نہ ہو۔ میں مالک ہوں میں طاقت رکھتا ہوں کہ تمہارے گناہ بخش دوں اور تمہیں اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لوں۔ پس کیا خوبصورت پیغام ہے جو امیدوں کو بڑھاتا ہے اور مایوسیوں کا خاتمہ کرتا ہے۔ یہی پیغام ہے جو انسانوں کو کہہ رہا ہے کہ مایوسی گناہ ہے۔ یہی پیغام ہے جو ہمیں کمزوریوں سے بھی بچانے کی طرف لے جانیوالا ہے اور زندگی کی ناکامیوں سے بھی دور رکھنے والا ہے۔ کیونکہ مایوسیاں ہی گناہوں کے کرنے اور زندگی کی ناکامیوں کی بسا اوقات وجہ بنتی ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نیچے آ جائے، مایوسیاں اور ناکامیاں اس سے دور بھاگتی ہیں۔ یہی پیغام ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے راستے دکھا رہا ہے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے چلے جانے والے بن کر اس کی رحمتوں سے فیض پاتے چلے جائیں۔ پس یہ پیغام تمام بھٹکے ہوؤں کے لئے روشن راستہ ہے۔ یہ پیغام تمام روحانی مُردوں کے لئے زندگی کا پیغام ہے یہ پیغام شیطان کے پنجے میں جکڑے ہوؤں کے لئے آزادی کی نوید ہے۔ کیا ہی پیارا ہمارا خدا ہے جو ہم پر اپنے پیار کی اس طرح نظر ڈالتا ہے جو بار بار اپنے ماننے والوں کو کہتا ہے کہ **ولا تیئسوا من روح اللہ** اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو کیونکہ **لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔**

کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی ناامید نہیں ہوتا۔ وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ پر یقین نہیں ہے خدا تعالیٰ کی رحمانیت پر یقین نہیں ہے۔ یہ مایوسی بھٹکے ہوؤں کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ مَنۡ یَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَۃِ رَبِّہٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ اور گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔ پس یقینا پریشان حالوں اور اپنی حالتوں کی وجہ سے بے چین لوگوں کے لئے اس سے بڑھ کر ہمدردی اور تسکین قلب کا اور کوئی پیغام نہیں ہوسکتا۔ پھر ہمارا خدا ہماری تسکین کے لئے ہمیں یہ بھی کہتا ہے کہ وہ تمہارے برے اعمال کی وجہ سے تمہیں فوری پکڑ کر سزا نہیں دیتا بلکہ **وربك الغفور ذوالرحمۃ۔** کہ اور تمہارا خدا بہت ہی بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے کیونکہ **کتب ربکم علی نفسه الرحمۃ۔** کہ تمہارے رب نے اپنے آپ پر تمہارے لئے رحمت کو فرض کرلیا ہے۔

گزشتہ دنوں ڈنمارک کے ایک مذہبی اخبار میں ایک خاتون نے قرآن کریم کے بارے میں لکھا کہ اس میں بار بار سزا اور عذاب کا ذکر ہے اور محبت کا لفظ تو کہیں استعمال ہی نہیں ہوا ایک دو جگہ استعمال ہوا ہے۔ اور یہ کہنا کہ خدا پر ایمان ایک انسان کو اپنی مرضی اور آزادی اور خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ہے یہ کسی طرح بھی درست نہیں ہوسکتا مسلمانوں کے لئے کم ازکم۔ بعض آیات بغیر سیاق و سباق کے لکھ کر یا غلط طور پر بیان کر کے اپنی طرف سے استنباط کر کے اسلام کے خدا کو صرف سزا دینے میں جلد باز اور سخت پکڑ والا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال اس کا جواب تو وہاں کی جماعت دے رہی ہے لیکن یہ جو چند حوالے میں نے پیش کئے ہیں وہ جہاں مؤمنین کو امید افزاء پیغام دیتے ہیں وہاں اِس جیسے مضمون نگاروں کو اور اسلام دشمنوں کو جو اسلام کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں اور اسلام اور قرآن سے بغض رکھتے ہیں ان کو جواب بھی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو مالک ہے بخشا ہے یہ ایسی صفت ہے جو تمام صفات پر حاوی ہے۔ معاف بھی کرتا ہے رحم بھی کرتا ہے۔ یہ بھی اس کا رحم ہے کہ انسانوں کی بے انتہا بداعتدالیوں اور ظلموں کے باوجود انہیں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ ہاں یہ بیشک ہے کہ ان ظلموں اور حد سے زیادہ گناہوں میں پڑنے کی وجہ سے اور پھر اس ضد پر قائم رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تمہیں سزا ملے گی۔ مسلسل کرتے چلے جاؤ گناہ اور ظلم اور کسی طرح باز نہ آؤ تو پھر سزا ملے گی یہ تو قانون قدرت ہے بلکہ دنیا کا بھی قانون ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ اتنا رحمان ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب دوزخ خالی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسی وسیع اور لا انتہا ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور بخشش کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ تم لوگ اگر پھر میری رحمت اور بخشش سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو تمہارے لئے گناہوں اور ظلموں کی پھر سزا بھی ہے لیکن یہ میری رحمت ہے اور میری بخشش ہے جو تمہیں بار بار توجہ دلا رہی ہے کہ ان سے بچو اس سے پہلے اپنے آپ کو محفوظ کرلو کہ کوئی عذاب تمہیں گھیرے۔ حد سے زیادہ ظلموں کی وجہ سے تم میری پکڑ میں نہ آ جانا۔ پس بچنے کی کوشش کرو۔ اب جو اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں اس پر سوائے ان کی عقل کو اندھا اور بغض وعناد میں بھرے ہوئے ہونے کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ اپنے ملکوں کے قانون جو بناتے ہیں اس میں تو یہ جرموں کی سزا دینا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑنے والوں اور ظلموں اور زیادتیوں میں بڑھنے والوں کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کیوں یہ کہتا ہے کہ میں سزا دوں گا میں عذاب دوں گا۔

پس ہمیں اس سے غرض نہیں کہ جاہلوں کو اسلام کا خدا کیسا نظر آتا ہے ہمیں تو یہ پتا ہے کہ ہمارا خدا ہمارے ماں باپ سے بھی بڑھ کر ہمیں پیار کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور ہماری طرف دوڑ کر آنے والا خدا ہے تا کہ اپنے بندوں کے گناہ بخشے۔

آجکل ہم رمضان سے گزر رہے ہیں اور دوسرے عشرے کا بھی اختتام ہو رہا ہے۔ تیسرا عشرہ شروع ہونے والا ہے اور یہ عشرہ تو اس لحاظ سے بھی برکتیں لئے ہوئے ہے کہ اس میں ایک ایسی رات ہے جو لیلۃ القدر ہے جو دعاؤں کی قبولیت اور بندے کو خدا کے قریب تر کرنے کے جلوے دکھانے اور دیکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس عشرے میں ہمیں اپنی دعاؤں اور اپنی عبادتوں کے لئے خاص اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔ جو کچھ اس میں حاصل کریں پھر اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی بھی خاص ضرورت ہے۔

پس بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع تر ہے۔ بیشک رمضان میں نیکیوں کے کئی گنا ثواب ہیں۔ بیشک رمضان رحمت اور مغفرت کے حصول اور جہنم سے دوری کا ذریعہ ہے لیکن ان باتوں سے مستقل فائدہ وہی اٹھانے والے ہوتے ہیں جو ایک لگن کے ساتھ اس کے حصول کی کوشش کریں۔ پس ہم میں سے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس رمضان کو رحمت اور بخشش کے حاصل کرنے اور جہنم سے نجات کا ذریعہ بنالیں گے۔ ان کمزوریوں کو ختم کرنے والے ہوں، اپنے گناہوں سے ہمیشہ کے لئے بچنے والے ہوں۔ یہ رمضان وہ سنگ میل بن جائے ہمارے لئے جو ہمیشہ برائیوں سے دور رکھنے والا اور ہمیشہ نیکیوں کی طرف لے جانے والا بن جائے۔ برائیوں سے نفرت ہمارے دلوں میں ایسی پیدا ہو جائے جو کبھی دوبارہ ہمیں ان برائیوں کی طرف مائل کرنے والی نہ ہو۔ سچی توبہ کی طرف ہماری توجہ ہو اور ایسی توبہ ہو جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بناتی چلی جائے۔ ان باتوں کا حصول کس طرح ہوسکتا ہے یا سچی توبہ کس طرح ہوسکتی ہے جو ہمیشہ گناہوں سے دور رکھے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ توبہ دراصل حصول اخلاق کے لئے بڑی محرک اور مؤیّد چیز ہے اور انسان کو کامل بنادیتی ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ توبہ کی تین شرائط ہیں۔ صرف توبہ کرنے سے توبہ نہیں ہوجاتی۔ بدوں ان کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی۔ اور شرائط کیا ہیں۔ فرمایا

ان ہرسہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اقلاع کہتے ہیں۔ یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کردیا جاوے جو ان خصائل ردیہ کے محرک ہیں۔ جو خیالات بد لذات کا موجب سمجھے جاتے ہیں ان کا قلع قمع کرے۔ یہ پہلی شرط ہے۔

باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ وڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان